20-5-2019

دورہ قرآن(2019)

پارہ نمبر28(قَدْ سَمِعَ ٱللَّهُ)

نبی ﷺ کے زمانے میں دو بھائی تھے۔ان میں سے ایک نبی ﷺ کے پاس آتا، علم حاصل کرتا، آپ کی مجلس میں ہوتا اور دوسرا محنت مزدوری کرتا تھا، یعنی کماتا وہ تھا۔یہ علم حاصل کرتا اور وہ کماتا تھا تو ایک روز محنت مزدوری کرنے والے بھائی نے نبی ﷺ سے شکایت کی کہ میرا یہ بھائی میری کچھ مدد نہیں کرتا یعنی اس کو بس صرف پڑھنے پڑھانے کا ہی شوق ہے کام کچھ نہیں آتا۔

✷ آپ ﷺ نے فرمایا: شاید تجھے اللہ تعالی اسی کی وجہ سے رزق دیتا ہو یعنی تو اس کے لیے بھی کما رہا ہے اپنے لیے بھی کما رہا ہے، تو شاید تمھارا رزق اس کے علم حاصل کرنے کی برکت سے تمھیں بھی مل رہا ہو۔

تو بعض اوقات ہم زندگی میں کسی کی مدد کر رہے ہوتے ہیں۔ خصوصاً ایسے لوگوں کی جو کسی اچھے کام میں لگے ہوئے ہیں۔اور اپنی دنیا کمانے کا ان کے پاس وقت نہیں ہے، تو یہ کبھی نہیں سوچنا چاہیے کہ ہم نہ ہوں تو یہ survive نہیں کر سکتے۔ ہو سکتا ہے کہ وہ نہ ہوں تو آپ survive نہ کریں کیونکہ کر بھلا تو ہو بھلا۔

جب ہم کسی کا بھلا کرتے ہیں تو اپنا ہی بھلا ہوتا ہے۔جب کسی پر احسان کرتے ہیں تو دراصل اپنے اوپر ہی کرتے ہیں۔إِنْ أَحْسَنتُمْ أَحْسَنتُمْ لِأَنفُسِكُمْ
لیکن انسان ہے تھڑ دلا ہے جلد گھبرا جاتا ہے، پریشان ہو جاتا ہے اور جب دوسروں کی طرف سے کوئی تعاون نہیں ملتا تو اس وقت احسان کا رویہ بھول جاتا ہے۔یعنی جب تک کوئی ہمارے ساتھ اچھا ہو تو ہمیں بھی اچھا لگتا ہے کہ ہم کسی کے ساتھ اچھا کریں۔جب کوئی ہمارے ساتھ اچھا نہ رہے تو پھر اچھا کرنا یہ دراصل احسان ہے اور وہ جو خالصتاً اللہ سبحانہ وتعالی کے لیے کیا جائے۔

سورة المجادلة

❖ آیت 1

یہ آیت کریمہ انصار میں سے ایک شخص کے بارے میں نازل ہوئی جب اُس نے اپنی بیوی کو طویل مدت تک ساتھ رکھنے کے بعد، صاحب اولاد ہونے کے بعد اپنے اوپر حرام قرار دے دیا تھا تو اس کی بیوی نے اللہ سبحانہ وتعالی کے پاس شکایت کی اور اس کے خلاف مقدمہ لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔وہ ایک بوڑھا شخص تھا۔اس خاتون نے اللہ تعالی اور رسول ﷺ کے پاس اپنے حال اور اس شخص کے حال کے بارے میں شکوہ کیا اور بار بار کیا اور جرات کے ساتھ کیا اور اس کو repeat کیا۔

اللہ سبحانہ وتعالی نے فرمایا:

قَدْ سَمِعَ ٱللَّهُ قَوْلَ ٱلَّتِي تُجَٰدِلُكَ فِي زَوْجِهَا وَتَشْتَكِيٓ إِلَى ٱللَّهِ وَٱللَّهُ يَسْمَعُ تَحَاوُرَكُمَآۚ إِنَّ ٱللَّهَ سَمِيعُۢ بَصِيرٌ

اللہ نے اس کی التجا سن لی کیونکہ نبی ﷺ کے پاس اس کے لیے کوئی حل نہیں تھا اس وقت جب وہ کہتی تھی کہ کیا میں اپنے شوہر پر حرام ہو چکی ہوں تو آپ فرماتے تھے: میرا خیال ہے کہ تم حرام ہو چکی ہو۔ تو وہ کہتی کہ میرے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں۔ اگر میں شوہر کے سپرد کرونگی تو وہ تربیت نہیں کر سکے گا اور اگر میں ان کو

اپنے ساتھ رکھوں گی تو وہ بھوکے مر جائیں گے۔ میرے لیے اس میں کوئی حل نکالیے تو بار بار کی تکرار کے بعد جب کوئی حل نہ نکلا تو اللہ تعالی نے اس عورت کی بات سنی۔

اس کی التجا سن لی۔ ان کی بات جو نبی ﷺ کے ساتھ ہو رہی تھی سن لی کیونکہ إِنَّ ٱللَّهَ سَمِيعٌ ۔ بے شک اللہ سننے والا ہے۔ یعنی ساری مخلوق بیک وقت اللہ کو پکار رہی ہوتی ہے اور اللہ ان میں سے ہر ایک کی الگ الگ سن سکتا ہے، اور یہ اللہ کے سوا کسی کے بس میں نہیں۔ کہ وہ لوگوں کی اس طرح باتیں سنے۔ مختلف زبانیں، مختلف آوازیں، مختلف اوقات، مختلف ضروریات، مختلف حاجتیں۔

اب آپ دیکھیے کہ ہم سب مثلاً نماز پڑھنے جاتے ہیں۔ مسجد بھری ہوئی ہوتی ہے اور ہر ایک اپنی اپنی دعائیں کر رہا ہوتا ہے اور اللہ تعالی سب کی سن رہا ہوتا ہے۔ بَصِيرٌ دیکھنے والا ہے۔ خوب دیکھنے والا ہے جو اندھیری رات میں سیاہ پتھر پر رینگتی ہوئی سیاہ چیونٹی کو بھی دیکھ لیتا ہے۔ تو یہ اللہ سبحانہ و تعالی کے کمال سمع و بصر کی خبر ہے۔ کہ اللہ تعالی چھوٹے بڑے تمام امور کو اپنے سمع و بصر کے ساتھ یعنی دیکھنے اور سننے کے ساتھ ان کا احاطہ کیے ہوئے ہے اور اللہ تعالی پھر صرف سنتا نہیں بلکہ مسائل کو حل بھی کرتا ہے۔ اللہ تعالی نے اس عورت کی مشکل اور مصیبت کو سن لیا اور اس کے ازالہ کے لیے حکم بھی نازل کیا۔

اور اس سننے کے بارے میں آپ دیکھیے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں اس خاتون کی بات سن رہی تھی مگر مجھے اس میں سے کچھ باتیں سمجھ نہیں آ رہی تھیں اور وہ رسول ﷺ سے اپنے شوہر کی کوئی شکایت کر رہی تھی تو اس سے یہ بھی پتا چلتا ہے کہ اس عورت کی سمجھداری کتنی تھی کہ جب اپنے شوہر کی شکایت کرنی تھی تو اتنی خاموشی کے ساتھ کہ کسی دوسرے کو پتا نہ چلا۔ معاملہ وہاں لے کر گئی جہاں سے معاملہ حل ہو سکتا تھا اور پھر یہ ہے کہ اپنے خاندان اور اپنے گھر کو بچانے کی اس کو فکر تھی۔ بچوں کی اس کو فکر تھی اس لیے وہ نہیں چاہتی تھی کہ اس کا شوہر اس کو اپنے سے الگ کرلے۔

❖ آیت 2

تو اللہ سبحانہ و تعالی نے یہاں پر ظہار کا قانون بتا دیا کہ جو لوگ اپنی بیویوں سے ظہار کرتے ہیں۔

بیوی سے ظہار کرنے کا مطلب یہ کہنا ہے کہ تم میرے اوپر میری ماں کی پیٹھ کی طرح حرام ہو یعنی بیوی کو اپنے اوپر حرام کر لیتے ہیں۔ تو میرے لیے ایسی ہے جیسی میری ماں کی پیٹھ۔ تو اس قول سے پھر شوہر کے لیے بیوی کے ساتھ تعلق قائم کرنا حرام ہو جاتا ہے، جب تک کہ وہ اس کا کفارہ ادا نہ کرے۔

تو اللہ سبحانہ و تعالی نے اس کا قانون نازل فرمایا کہ جو لوگ تم میں سے اپنی بیویوں سے ظہار کرتے ہیں انہیں یہ سمجھنا چاہیے کہ مَا هُنَّ أُمَّهَٰتِهِمْ ۖ وہ ان کی مائیں نہیں ہیں۔ یعنی کسی کو ماں کہنے سے کوئی ماں بن نہیں جاتی۔ اور بیوی کو ماں کہنے سے بیوی ماں نہیں ہو جاتی۔ اس بات کی کوئی حقیقت نہیں ہے، ان کی مائیں تو وہی ہیں جنہوں نے ان کو پیدا کیا ہے جنم دیا ہے إِنْ أُمَّهَٰتُهُمْ إِلَّا ٱلَّٰٓـِٔي وَلَدْنَهُمْ ۚ۔ تو اللہ سبحانہ و تعالی نے ظہار کے معاملے کو بہت بڑا اور قبیح قرار دیا۔

وَإِنَّهُمْ لَيَقُولُونَ مُنكَرًا مِّنَ ٱلْقَوْلِ وَزُورًا ۚ کہ وہ نہایت بری اور جھوٹی بات کہہ رہے ہیں لیکن اس کے ساتھ ساتھ اللہ غفور الرحیم ہیں وَإِنَّ ٱللَّهَ لَعَفُوٌّ غَفُورٌ ۔ کہ جو بھی ایسی کوئی مخالفت صادر ہوئی ہے، جب انسان توبہ کر لیتا ہے تو پھر اللہ تعالی اس کو بخش دیتا ہے۔ اس کے گناہوں کو معاف کر دیتا ہے۔

❖ آیت 3

یعنی اپنے الفاظ واپس لینا چاہیں۔

تو گویا اللہ تعالی کی حدود کو نافذ کرنا، اللہ تعالی کے احکامات کی پیروی کرنا، یہ بھی ایمان کا حصہ ہے۔

تو یہاں پر اس قول سے، اس ایک بات سے، کہنے کو تو ایک بات ہے، بیوی کو غصے میں کہہ دیا کہ تم میری ماں کی پیٹھ کی طرح ہو، تو یہ کہنے کو تو صرف ایک جملہ تھا۔ لیکن اس جملہ سے توبہ کا جو طریقہ ہے یا اس کی مشکل سے نکلنے کا جو طریقہ ہے، یعنی ظہار ختم کرنے کا، رجوع کرنے کا تو اس میں پھر کیا ہو گا؟ ثُمَّ يَعُودُونَ لِمَا قَالُوا یعنی جو واپس ہونا چاہتے ہیں اپنے قول سے یعنی رجوع کرنا چاہتے ہیں تو پھر وہ کیا کریں؟ ایک غلام آزاد کریں۔ دوسری جگہ سے پتا چلتا ہے کہ وہ مومن غلام ہو۔ مرد ہو یا عورت ہو۔ صرف یہ کہ غلام ہونا چاہیے۔

اس سے پہلے کہ وہ ایک دوسرے کو ہاتھ لگائیں، اس سے مراد بیوی سے ہمبستری کرنا ہے۔ یعنی شوہر پر لازم ہے کہ جب تک وہ غلام آزاد کر کے کفارہ ادا نہ کرے اپنی بیوی سے وہ جماع نہیں کر سکتا۔ جس سے اس نے ظہار کیا تھا۔

اتنا بڑا ایک طرح سے جرمانہ ڈال کر نصیحت کی جا رہی ہے۔ صرف یہ نہیں ہے کہ زبانی کلامی نصیحت بلکہ اس مشکل سے نکلنے کے لیے ایک بہت بڑی رقم خرچ کرنی پڑے گی۔ اگر اپنے پاس غلام نہیں تو خرید کے آزاد کرنا ہو گا تو بہر حال اللہ تعالی بندوں کے عمل سے پوری طرح واقف ہے۔ پھر یہ کہ اس زمانے میں تو پھر بھی غلام موجود تھے لیکن اس کے بعد ہر دور میں تو غلامی نہیں اور اسلام نے اس کو آہستہ آہستہ ختم بھی کیا۔

❖ آیت 4

جو آزاد کرنے کے لیے غلام نہ پائے یا اس کے پاس آزاد کرنے کے لیے قیمت ہی نہیں ہے تو پھر وہ دو مہینے کے مسلسل روزے رکھے، دو مہینے کے اور مُتَتَابِعَيْنِ سے یہ پتا چلتا ہے کہ اگر بیچ میں ایک روزہ بھی چھوڑا تو پھر نئے سرے سے دو مہینے کے رکھنے ہونگے، اگر یہ نہ ہو تو پھر ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانا ہو گا۔

یہ ایمان کا تقاضا ہے اور یہ اللہ کی حدود ہیں اور جو اللہ کی حدود کو پار کرتا ہے تو پھر ایسے لوگوں کے لیے سزا بھی ہے۔

❖ آیت 5

اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان لانا، ان کا ادب اور احترام کرنا، ان کی اطاعت کرنا، ان کے اقوال کے آگے سر تسلیم خم کر دینا، یہ ایمان کا تقاضا ہے۔ لیکن اگر کوئی ایسا نہیں کرتا اور انہیں اللہ یا اللہ کے رسول ﷺ کی باتوں پر کوئی objection ہے یا ان کے فیصلوں پر کوئی ناراضگی ہے تو پھر ایسی صورت میں وہ تیار ہو جائیں کہ اللہ تعالی ان کو ذلت سے دوچار کرے گا۔

یاد رکھیے

دنیا میں تو ذلت کی بات کی گئی لیکن آخرت میں جنت سے محرومی کی بات بھی آتی ہے ایک حدیث میں۔

✶ رسول ﷺ نے فرمایا: میری ساری امت جنت میں جائے گی سوائے اس کے جس نے انکار کیا۔ صحابہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! انکار کون کرتا ہے؟ آپ نے فرمایا: جو میری اطاعت کرے گا وہ جنت میں داخل ہو گا۔ (یعنی صرف اللہ تعالی کی اطاعت کافی نہیں۔ اللہ تعالی کے ساتھ ساتھ رسول اللہ ﷺ کی اطاعت بھی ضروری ہے) اور جو میری نافرمانی کرے گا یقیناً اس نے انکار کیا۔

اسی طرح اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت سے انسان فتنے میں پڑ جاتا ہے۔

سلف صالحین نبی ﷺ کی بات کے آگے کسی اور کی بات کو قبول نہیں کرتے تھے۔

✧ قتادہ بیان کرتے ہیں: ابن سیرین نے ایک شخص کے سامنے نبی ﷺ کی کوئی حدیث بیان کی تو وہ شخص بولا کہ فلاں شخص نے تو کوئی اور بات کہی ہے۔ تو ابن سیرین نے کہا: میں تمھیں نبی ﷺ کی حدیث سنا رہا ہوں اور تم کہہ رہے ہو فلاں نے تو یہ کہا ہے۔ آئندہ مجھ سے کوئی بات نہ کرنا (یعنی اس پر سخت ناراض ہوئے)۔

❖ آیت 6

حقیقت یہ ہے کہ ہم اپنی ہی کہی ہوئی باتوں کو، اپنی ہی سوچی ہوئی چیزوں کو، اپنے ہی خیالات کو خود بھول جاتے ہیں۔ اگر آپ مجھ سے اس وقت کہیں کہ آپ نے آج پہلا جملہ کیا بولا تھا تو شاید میں نہ بتا سکوں۔ انسان چند لمحوں کے اندر اپنی ہی کہی ہوئی بات کو بھول جاتا ہے۔ اور اسی طرح اعمال اور جو ماضی میں کیے ہوئے عمل ہیں ہمارے گناہ یا ہماری نیکیاں ہمیں تو کچھ یاد ہی نہیں ہوتا۔ کیونکہ ہم اپنا نامہ اعمال خود تو ریکارڈ نہیں کر رہے ہوتے تو اسی طرح قیامت کے دن انسان کے سامنے وہ آئے گا کہ جس سے اس کے ہوش اڑ جائیں گے۔ یہ بھی میں نے کیا تھا اور پھر وہ انکار کرنا چاہے گا تو انکار نہ کر سکے گا کیونکہ اللہ تعالی نے ہر چیز کو شمار کر رکھا ہے أَحْصَىٰهُ ٱللَّهُ وَنَسُوهُۚ اللہ نے سب کچھ گن گن کر رکھا ہوا ہے وہاں پر۔

اب بھی آپ دیکھیئے کہ کبھی آپ اپنے ماضی کی کوئی تحریر نکال کر پڑھیں یا کوئی آپ کی ریکارڈ شدہ بات ہو۔ اس کو سنیں تو آپ پریشان ہو جاتے ہیں کہ یہ میرے منہ سے بات نکلی تھی، یہ کبھی میں نے لکھا تھا، یہ میں ہوں۔ تو انسان دنیا میں ہی اپنے اعمال کو یاد نہیں رکھ سکتا تو ساری زندگی کا نامہ اعمال کہاں سے اس کو یاد ہو گا؟ تو اس لیے انسان کو ڈرتے ہوئے اور فکر کرتے ہوئے زندگی بسر کرنی چاہیے۔ کہ یا اللہ! جو بھی خطائیں ہوئیں جو بھول چوک ہوئی جو منہ سے ایسی بات نکلی جو تجھے ناپسند ہے تو ہمیں معاف کر دے۔

مقصد کیا ہے؟ کہ انسان ڈرتے ہوئے زندگی بسر کرے کیونکہ ہر چھوٹی بڑی چیز لکھی ہوئی ہے۔

مَالِ هَٰذَا ٱلْكِتَٰبِ لَا يُغَادِرُ صَغِيرَةً۔ صغیرۃ، یعنی ایک dot بھی اس کے اندر موجود ہو گا جو ہم کسی جگہ پر ڈالتے ہیں۔ وَلَا كَبِيرَةً اور نہ کوئی بڑی چیز إِلَّآ أَحْصَىٰهَاۚ مگر یہ کہ اس نے اس کو شمار کیا گیا ہے، گنا گیا ہے۔ یعنی صرف لکھ نہیں لیا گیا بلکہ لکھنے کے بعد ان کو گن بھی لیا گیا ہے۔

اور اسی طرح انسان سے قیامت کے دن مخلوق کے بارے میں بھی سوال کیا جائے گا کہ انسان نے ان کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟

يَوْمَ يَبْعَثُهُمُ ٱللَّهُ جَمِيعًا۔۔۔۔ جس دن اللہ سب کو اٹھائے گا

کتنے ڈرنے والی بات ہے۔ اٹھائے گا کیوں؟ اٹھائے جانے کا مقصد کیا ہے؟ فَيُنَبِّئُهُم بِمَا عَمِلُوٓاْۚ ان کے اعمال ان کو بتانا کہ یہ تم کر کے آئے ہو اور جو نہیں کیا وہ بھی ان کو بتایا جائے گا۔

✸ ایک حدیث میں آتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: کہ اللہ تعالی فرمائے گا: اے ابن آدم! میں بیمار ہوا تو نے میری عیادت نہیں کی۔ اے ابن آدم! میں نے تجھ سے کھانا مانگا تو نے مجھے کھانا نہیں کھلایا۔ اے ابن آدم! میں نے تجھ سے پانی مانگا تو نے مجھے پلایا نہیں تو بندہ کہے گا اے میرے رب! میں تیری عیادت کیسے کرتا؟ تجھے کھانا کیسے کھلاتا؟ تجھے پانی کیسے پلاتا؟ جب کہ تو رب العالمین ہے۔ تو اللہ تعالی فرمائے گا: کیا تو نہیں جانتا تھا کہ میرا فلاں بندہ بیمار تھا۔ تو نے اس کی عیادت

نہیں کی۔ اگر تو اس کی عیادت کرتا تو مجھے اس کے پاس پاتا۔ اسی طرح کھانے کے بارے میں اور پینے کے بارے میں بھی۔ تو اس سے یہ پتا چلتا ہے کہ ہمارے یہ جو اعمال ہیں جو کچھ ہم دن بھر کرتے رہتے ہیں یہ ایسے نہیں ہیں کہ بس ہوا میں اڑ گئے بلکہ یہ جمع ہو رہے ہیں۔

فَيُنَبِّئُهُم بِمَا عَمِلُوٓا۟ انسان دوسروں کے سامنے مکر جاتا ہے۔ انکار کر دیتا ہے۔ نہیں نہیں میں نے نہیں کہا۔ میں نے نہیں کیا یہ۔ کسی اور نے کیا ہو گا۔ لیکن اللہ اس چیز کو نہیں بھلاتا اور وہ سامنے آئے گا الّا یہ کہ انسان سچی توبہ کے ذریعے اپنے برے اعمال کو مٹا دے۔

❖ آیت 7

یعنی اپنے علم کے ساتھ اللہ کو سب معلوم ہوتا ہے۔ دوبارہ وہی بات ثُمَّ يُنَبِّئُهُم بِمَا عَمِلُوا۟ يَوْمَ ٱلْقِيَٰمَةِ۔ یہ ہے ڈرنے کی بات۔

اور ہم اسی بات کو بھول جاتے ہیں کہ یہ ہمیں دوبارہ سامنے دکھایا جائے گا۔ ہمیں بتایا جائے گا۔

یہاں سرگوشی کے متعلق کچھ بات کی گئی ہے۔ ہمارے دین میں بنیادی طور پر کانا پھوسی کرنا، کانوں میں باتیں کرنا اور خصوصاً کسی مجلس میں بیٹھ کر دو لوگوں کا آپس میں whisper کر کے smile کرنا یہ ایک ناپسندیدہ حرکت ہے۔ ہاں الّا یہ کہ کوئی شدید ضرورت ہو کوئی نیکی کا کام ہو جو سب کے سامنے نمایاں نہ کر سکتا ہو انسان۔ تو اس کی رخصت بھی ہے۔ لیکن یہ ہے کہ عمومی طور پر اس چیز سے منع کیا گیا ہے۔ خاص طور پر اگر مجلس میں تین لوگ ہوں تو دو آپس میں باتیں کریں اور تیسرے کو اکیلا چھوڑ دیں کیونکہ یہ چیز اس کو غمگین کرتی ہے۔ اور جہاں سرگوشی کرنے کے لیے اجازت ہے تو وہاں انسان کو یہ یاد رکھنا چاہیے کہ لوگوں سے چھپا کر جو بات کر رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ دیکھ رہا ہے اور وہ سن رہا ہے۔ تو اس لیے انسان یہ نہ سمجھے کہ کسی کے کان میں اگر بات کر دی گئی تو وہ شاید فرشتے کو پتا نہیں چلے گا اور book of deeds میں آئے گی نہیں۔ اللہ اپنے علم کے ساتھ ہر جگہ بندوں کے ساتھ ہے۔

❖ آیت 8

مدینہ کے اندر جو یہود اور منافقین تھے وہ بعض اوقات مسلمانوں کو دیکھتے تو آپس میں ایک دوسرے سے سرگوشیاں کر کے باتیں کرتے۔ مسلمانوں کو یہ ہوتا تھا کہ شاید یہ کسی آنے والے لشکر یا مسلمانوں پر کسی حملہ وغیرہ سے متعلق یہ بات کر رہے تھے۔ اور اس طرح مسلمان اپنے دل میں خوف محسوس کرتے تھے۔ تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ان لوگوں کو جو یہ حرکتیں کر رہے تھے چپکے چپکے کان میں بات کر کے مسلمانوں پر ہنستے تھے اس سے روک دیا۔

یہاں پر خاص طور پر آپ دیکھیے گناہ اور سرکشی تو بہت سے لوگ کرتے ہیں لیکن یہ باتیں کرنا کہ رسول اللہ ﷺ کی ہم فلاں بات مانیں گے نہیں یہ ایک بہت بڑا جرم تھا۔

یعنی یہود خاص طور پر آپ کی مجلسوں میں آ کر آپ کو السلام علیکم کہنے کی بجائے اسام علیکم کہتے جس کا مطلب تھا کہ نعوذ باللہ آپ پر موت واقع ہو۔

یعنی ہم پیغمبر کے ساتھ اتنی بڑی بُری حرکت کر لیتے ہیں تو ہمارا کچھ نہیں جاتا تو اس پر اور دلیر بھی ہو جاتے تھے۔

سلام جو ہے یہ اسلام کی نمایاں خصوصیت ہے۔

- سلام اللہ کا نام بھی ہے۔
- مسلمان کا مسلمان پر حق بھی ہے۔

- مسلمان کی گفتگو کا آغاز سلام ہی سے ہونا چاہیے۔
- سلام میں پہل کرنے والا افضل ہوتا ہے۔

آپ جس کو نہ جانتے ہوں اس کو بھی سلام کریں اور سلام کے ذریعے انسان خوب خوب نیکیاں بھی کما سکتا ہے۔یعنی آپ سلام کرتے ہیں دس نیکیاں مل جاتی ہیں۔اور اسی طرح یہ ہے کہ اگر السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہتے ہیں تو بیس اور اگر وبرکاتہ کا اضافہ کرتے ہیں تو تیس۔ دعا بھی ہو جاتی ہے اور نیکیوں میں بھی اضافہ ہوتا ہے۔

سلام میں بخل کرنے والا یعنی دوسروں کو سلام نہ کرنے والا سب سے بڑا بخیل ہے اور بخیلی جو ہے یہ ایک بدترین عادت ہے۔

❖ آیت 9

یعنی آپس میں ان باتوں پر ایک دوسرے کے کانوں میں باتیں نہ کرو اور سازشیں مت کرو۔

❖ آیت 11

اور اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے میں درخواست کرونگی کہ پیچھے end تک جگہ پُر ہو چکی ہے تھوڑا تھوڑا آگے کو کھسک جائیں،سارے تھوڑی سی جگہ بنادیں۔ تَفَسَّحُواْ اور اس کا فائدہ کیا ہوگا؟یَفۡسَحِ ٱللَّهُ لَكُمۡۖ اللہ تمھارے لیے کشادگی پیدا کرے گا،دنیا اور آخرت میں فراخی پیدا کرے گا۔رزق میں،مال میں،اولاد میں،قبر میں،جہاں جہاں انسان چاہتا ہے کہ اس کے لیے کوئی جگہ بنادے۔اس کو جگہ مل جائے کیونکہ ہر وقت ہم ہی جگہ دینے والے نہیں ہوتے بلکہ بہت دفعہ دوسروں کے پاس چانس ہوتا ہے اور اِنہیں ہمیں جگہ دینی ہوتی ہے تو اس لیے اللہ تعالی کے اس حکم پر عمل کرتے ہوئے اللہ کے وعدے کا یقین رکھتے ہوئے اس نعمت کو حاصل کرو اور اس خوشخبری کو پالو۔

اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ کوئی انسان غلط جگہ بیٹھ جاتا ہے اور وہ وہاں سے لوگوں کا راستہ بلاک کر دیتا ہے تو ایسے میں جب کہا جائے کہ اُٹھ جاؤ(یعنی یہ رستہ ہے یہاں نہ بیٹھو)تو ناراض نہیں ہو بُرا نہیں منائے یا کسی اور کے لیے جگہ reserved ہے تو اس جگہ پر اُسی کو بیٹھنے دیں،کسی اور کی جگہ پر نہ بیٹھیں تو ایسی باتوں میں انسان کو دل بڑا کرنا چاہیے۔اور فرمایا کہ انسان کی ان باتوں سے عزت میں کمی نہیں ہوتی کہ کسی کو آگے کر دیا یا پیچھے کر دیا یا کھڑا کر دیا یا بٹھادیا یا اس کی جگہ تبدیل کر دی مجلس کی ضرورت کے تحت۔

اصل بات یہ ہے کہ تم میں سے جو لوگ ایمان لائے ہیں اور جنھیں علم دیا گیا ہے اللہ تعالی ان کے درجے بلند کرے گا یعنی جس کا جتنا ایمان کا درجہ بڑا ہو گا،اللہ کی نگاہ میں اس کا اتنا ہی درجہ بلند ہو گا اور جس کا جتنا زیادہ علم میں درجہ بلند ہو گا،اللہ کے ہاں اس کا اتنا ہی درجہ بلند ہو گا یعنی کسی خاص جگہ پر بیٹھنے سے درجہ بلند نہیں ہوتا۔درجوں کی بلندی کے لیے ایمان اور علم شرط ہے۔

یعنی ہمیں اچھی طرح یاد رکھنا چاہیے کہ ہم تھوڑے سے بھی دل میں تنگی محسوس کرتے ہیں یا تھوڑے سے بھی دوسرے کے لیے جگہ بنادیتے ہیں،کسی کو بھی نہیں پتا چلتا حتی کہ جس کے لیے ہم کر رہے ہیں اس کو بھی پتا نہیں چلتا لیکن اللہ سبحانہ وتعالی کو پتا چل جاتا ہے اور وہ تمہیں اس کی جزادے گا۔اسی طرح یہ بھی ہے کہ مجلس میں بہت لیٹ نہیں آنا چاہیے اور پھر لیٹ آکر لوگوں کی گردنیں نہیں پھلانگنا چاہیے تاکہ دوسروں کو تکلیف ہو۔

❖ آیت 12

یعنی ہمارے دین میں بڑی وسعت ہے، یعنی اللہ سبحانہ و تعالی ایک حکم بھی دیتا ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ جو شخص معذور ہو یا جس کا ایک genuine reason ہو اس کو exempt بھی کر دیتا ہے۔

یہ آیت جو ہے یہ منسوخ ہو چکی ہے۔

❖ آیت 14

اشارہ ہے منافقین کی طرف۔ یعنی نہ تمہارے مخلص ہیں نہ تمہارے دوست ہیں نہ ان کے دوست ہیں۔

❖ آیت 19

یاد رکھیے

غفلت جو ہے شیطان کی طرف سے ہوتی ہے۔ انسان کا اپنا قصور بھی ہوتا ہے یعنی نسیان جو ہوتا ہے وہ تو قدرتی سی بات ہے لیکن غفلت میں انسان کا اپنا قصور بھی ہوتا ہے۔ تو یہاں پر غفلت کی وجہ سے شیطان مسلط ہوتا ہے، اور جب شیطان مسلط ہو جاتا ہے تو پھر وہ اللہ کا ذکر بھلواتا ہے تو اس لیے ہمیں conscious رہنا چاہیے، چوکنا رہنا چاہیے۔

❖ آیت 20

اللہ اکبر! بہت ڈرنے کی بات ہے۔ اللہ تعالی کی مخالفت اور اللہ کے رسول کی مخالفت یعنی ان کی بات کے آگے اپنی عقل کی تاویلیں پیش کرنا، ان باتوں کو twist کر دینا، ان باتوں کا کوئی من مانا مطلب نکال دینا یا ان باتوں کو کہنا کہ یہ تو کوئی بہت پرانی باتیں ہیں اور آج کے دور میں نہیں چلتیں۔ ان سب چیزوں سے ڈرنا چاہیے کیونکہ اللہ سبحانہ و تعالی نے جس کو اپنا رسول بنا کر بھیجا، اس پر اعتماد کیا، تو اور اس نے جو کچھ کہا اور جو کچھ صحیح authentic sources سے ثابت ہے اس کو نہ ماننا یہ ایک بہت بڑی علمی خیانت بھی ہوتی ہے اور اللہ تعالی کی ناراضگی کا باعث بھی بنتی ہے اور یہاں پر بار بار ذلت کی بات کی گئی ہے۔

❖ آیت 21

اور یہ ایک حقیقت ہے 1400 سال سے ایسی کوششیں ہر دور میں ہوتی رہیں کہ لوگوں نے قرآن و سنت کی مخالفت کی۔ اسلام کے خلاف سخت قسم کا پروپیگنڈہ ہوتا رہا لیکن الحمدللہ! آج بھی دین اپنی اصل شکل میں موجود ہے، جو ان صاف چشموں سے فائدہ اٹھائے، وہ چشمے آج بھی available ہیں۔ اگرچہ ان کو گدلا کرنے کی ہمیشہ کوشش کی جاتی رہی ہے۔ اور پھر آخرت میں تو ظاہر ہے کہ فیصلہ اللہ ہی کا ہو گا، غالب تو اللہ ہی رہے گا۔

❖ آیت 22

یعنی ایسے لوگ دوستی کے قابل بھی نہیں۔ ان کی صحبت اختیار نہیں کرنی چاہیے، کیونکہ اس سے انسان کے اندر بگاڑ آنے کا اندیشہ ہے، قریبی خونی رشتہ دار ہی کیوں نہ ہوں۔ اپنے ہی فیملی اور رشتہ دار جو ہیں جب ملیں تو خاندان ہی کی کوئی پارٹی دعوت ہو تو وہاں اس طرح کوئی دین کا مذاق اڑانے لگے تو وہاں سے ہٹ جائیں

،اپنی ناراضگی کا اظہار کریں یہ نہیں کہ بد تمیزی شروع کر دیں، بد اخلاقی کا مظاہرہ کریں لیکن یہ ضرور بتادیں کہ چاہے آپ بھائی ہیں، باپ ہیں یا کوئی بھی ہیں لیکن اللہ کے رسول اس سے آگے ہیں۔ اللہ کا دین اس سے اوپر ہے۔ اس معاملے میں کوئی بھی compromise نہ ہو گا۔

یعنی جو ایسے موقع پر اپنی resistance دکھائیں، اپنی ناراضگی کا اظہار کریں، یہ ایمان کی علامت ہے۔

یعنی اس وقت انسان گھبر ا رہا ہوتا ہے کہ یہ تو بڑے ہیں، یہ بزرگ ہیں، یہ انکل ہیں، یہ فلاں ہیں، بڑے پڑھے لکھے ہیں، یہ تو بڑے قابل ہیں یہ بڑے ذہین ہیں۔ بعض اوقات ذہین لوگوں سے ہی ایسی چیزیں ہو رہی ہوتی ہیں کیونکہ وہ over confident ہو جاتے ہیں اور وہ نعوذ باللہ! اللہ اور اسکے رسول کو بھی چیلنج کر دیتے ہیں، قرآن کی آیتوں کو بھی چیلنج کر رہے ہوتے ہیں یا پھر حدیثوں کا مذاق اڑا رہے ہوتے ہیں تو ایسے موقع پر انسان کو ڈرنا نہیں چاہیے کیونکہ اللہ سبحانہ وتعالی کی حفاظت ان کے ساتھ ہوتی ہے۔ اور اللہ تعالی نے اپنی طرف سے ایک روح کے ذریعے انہیں قوت بخشی ہے۔

یعنی اللہ کی رضا کے لیے لوگوں سے ناراض ہونے پر یہ خوبصورت عوض ہے کیونکہ بعض اوقات ہم یہ کہتے ہیں کہ سارے ہی ہم سے خوش رہیں، راضی رہیں کوئی ہم سے ناراض نہ ہو، کوئی ہمارے بارے میں یہ نہ سوچے کہ ہم بہت تنگ دل ہیں یا تنگ نظر ہیں یا biased ہیں۔ نہیں! جہاں اللہ اور اس کے رسول کی بات آجائے وہاں پر کوئی تنگ نظری کی بات نہیں، کوئی biased ہونے کی بات نہیں ہے۔ حق صاف صاف کھلا کھلا واضح ہے، جو غلط ہے وہ غلط ہے، اس کو صحیح نہیں کیا جاسکتا ورنہ دوسری طرف اللہ اور اس کے رسول کی ناراضگی مول لینے والی بات ہے اور اگر کوئی شخص اللہ کو راضی کرتا ہے اور اس کی پرواہ نہیں کرتا کہ کوئی اور اس سے راضی ہے یا نہیں تو پھر اللہ تعالی اپنی طرف سے دائمی نعمتیں اس کو عطا کرے گا۔

سورۃ الحشر

❖ آیت 1

کیا آپ تسبیح نہ کریں گے؟ کریئے۔

سبحان الله وبحمده سبحان الله العظيم۔ تسبیح کی اہمیت تقریباً ہر پارے میں کسی نہ کسی طرح بیان ہوئی ہے۔ اب تک ہمیں تسبیح کرنے کی عادت ہو جانی چاہیے۔

- تسبیح تمام مخلوق کے رزق کی کنجی ہے۔
- تسبیح کرنا صدقہ ہے۔
- ایک بار تسبیح کرنے سے زمین و آسمان بھر جاتے ہیں۔
- سو بار سبحان اللہ کہنا سورج طلوع ہونے اور غروب ہونے سے پہلے، سو اونٹوں سے افضل ہے۔
- تسبیح کرنے سے جنت میں درخت لگتے ہیں۔
- آپ ﷺ سونے سے پہلے مسلسل تسبیح کیا کرتے تھے۔

❖ آیت 2

غزوہ بنو نضیر کی طرف اشارہ ہے۔

چونکہ بنو نضیر نے نبی ﷺ کے ساتھ غداری کی تھی ایک موقع پر جب آپ ﷺ ان کے پاس دیت کے سلسلے میں گئے تو انہوں نے نبی ﷺ پر پتھر گرا کر آپ ﷺ کو ہلاک کرنے کی کوشش کی۔ اس کے بعد انہیں مدینہ سے نکال دیا گیا۔

❖ آیت 5

تم نے جو بھی کھجور کے درخت کاٹے یعنی ان کا محاصرہ کرنے کے لیے۔

جب رسول اللہ ﷺ نے بنو نضیر کا محاصرہ کیا تو انہیں رسوا کرنے کے لیے اور ان کے دل میں رعب ڈالنے کے لیے بعض صحابہ کو حکم دیا کہ ان کے کھجوروں کے بعض درخت کاٹ ڈالیں، جس پر انہوں نے بڑا پراپیگنڈہ کیا کہ مسلمان بڑا فساد پھیلاتے ہیں اور درختوں کٹواتے ہیں تو اس پر اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے اس عمل کی تائید کی۔

❖ آیت 6

تم نے باقاعدہ جنگ نہیں کی۔

اس کو **اموالِ فے** کہا جاتا ہے۔ (غنیمت وہ ہوتا ہے جو لڑائی میں جنگ کے بعد حاصل ہوا ہو)۔ فے وہ ہے جو لڑے بغیر حاصل ہوتا ہے تو اس کو نبی ﷺ کی discretion پر چھوڑ دیا گیا۔ نبی ﷺ اس میں سے ازواج کو سالانہ خرچ دیتے، باقی جو مال بچتا اُس سے سامانِ جنگ خریدتے، اور گھوڑوں وغیرہ پر خرچ کرتے تاکہ اللہ کے راستے میں کام آسکے۔

❖ آیت 7

یہاں آپ دیکھیں بہت واضح آپ ﷺ کی اتھارٹی بتادی گئی ہے۔ قائم کر دی گئی ہے کہ جو رسول اللہ ﷺ تمیں دیں وہ لے لو جو حکم دیتے ہیں جو کام کرنے کو کہتے ہیں انکو پورا کرو اور یہ حدیث کے حجت ہونے پر، دلیل ہونے پر، بہت بڑی دلیل ہے۔

❖ آیت 8

یعنی مہاجرین جو مکہ سے آئے۔ وہ مال حاصل کرنے نہیں آئے مالِ غنیمت یا مالِ فے کے لیے گھر بار نہیں چھوڑے۔

ہمہ وقت تیار رہتے ہیں کہ جب کوئی کال آئے تو فوراً حاضر ہو جائے۔ یہی لوگ سچے ہیں۔ جو قربانی کے درجے پر دین کی خدمت کرتے ہیں۔

❖ آیت 9

انصار کی طرف اشارہ ہے۔ انصار مدینہ آنے والوں کو اپنے اوپر بوجھ نہیں سمجھتے تھے، مہاجرین کو مال کی خواہش نہیں تھی ایسے ہی انصار بھی مال کی خاطر دین کی خدمت نہیں کرتے تھے۔

✷ اس آیت کے شانِ نزول میں ایک مشہور واقعہ بیان کیا جاتا ہے کہ نبی ﷺ کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا اور کہا اللہ کے رسول ﷺ میں فاقہ زدہ شخص ہوں تو آپ نے اپنی ازواج کے پاس اسے بھیج دیا مگر کچھ کھانے کی کوئی چیز نہ تھی تو آپ ﷺ نے فرمایا: کیا کوئی ایسا شخص ہے جو آج رات اس کی مہمانی کرے؟ (یعنی اس میزبان کی مہمانی کرے تو اللہ اس پر رحم فرمائے)۔

تو ایک انصاری صحابی اٹھ کھڑے ہوئے اور کہا اے اللہ کے رسول ﷺ میں اس کی مہمانی کروں گا۔ پھر وہ انہیں اپنے ساتھ گھر لے گئے اور اپنی بیوی سے کہا کہ یہ اللہ کے رسول ﷺ کے مہمان ہیں۔

غریب، فقیر شخص فاقہ زدہ جس کو تھوڑا سا کچھ کھانے کو چاہیے تھا اس کو مہمان کا درجہ دیا، اور اس کو آپ ﷺ نے اپنے گھر والوں کے پاس بھیجا مگر جب کچھ نہ پایا تو پھر انصاری نے اس کو اپنا مہمان بنا لیا۔

آپ دیکھیے

کہ کس طرح مسلمان مسلمان کی عزت کرتا ہے اور اللہ کے رسول ﷺ کے دیئے ہوئے کام کو اپنی خوش قسمتی اور خوش بختی سمجھتا ہے تو انہوں نے اپنی بیوی سے کہا ان سے کوئی چیز بچا کر نہ رکھنا۔ وہ کہنے لگیں اللہ کی قسم میرے پاس تو صرف بچوں کا کھانا ہے اور تو کچھ نہیں گھر میں۔ انصاری صحابی نے کہا جب بچے کھانا مانگنے لگے تو انہیں سلا دینا چراغ بجھا دینا، آج رات ہم بھی بھوکے رہ لیں گے۔ بیوی نے ایسا ہی کیا پھر وہ شخص صبح کے وقت آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو اللہ کے رسول ﷺ نے اس کی تعریف فرمائی کہ فلاں مرد اور عورت پر اللہ تعالیٰ بہت خوش ہوا یا فرمایا کہ اللہ تعالیٰ آپ پر مسکرایا اور پھر اللہ نے یہ آیت نازل کی۔

کہ وہ خود بھوکے رہ کر دوسروں کو کھلاتے ہیں یہ ہے دین کی سچی محبت یا اس کی خاطر انسان جس سے محبت کرتا ہے ان کے لیے بعض اوقات اپنی ذات کو پیچھے کر کے ان کو آگے کر دیتا ہے۔

اور جو اپنے نفس کی شح سے، تنگی سے، بخیلی سے، حرص کی لالچ سے بچا لیا گیا تو ایسے ہی لوگ دراصل کامیاب ہونے والے ہیں۔

بات یہ ہے کہ نفس کے خلاف جہاد اور اپنے نفس کے خلاف کوشش جو ہے یہ ایک بڑا مشکل کام ہے۔

انسان بعض اوقات دوسروں کو بہت سمجھاتا ہے اور کہتا ہے لیکن پھر بھی جب بات اپنے پر آتی ہے تو عمل سے پیچھے رہ جاتا ہے۔

تو شح کا علاج کیا ہے؟

✷ رسول ﷺ نے فرمایا: جو مال خرچ کرنے پر بخیل ہو تو اسے کثرت سے سبحان اللہ وبحمدہ پڑھنا چاہیے، یہ اللہ کے نزدیک سونے کے پہاڑ خرچ کرنے سے زیادہ پسندیدہ ہے۔

اور دوسری بات یہ کہ نبی ﷺ کو بھی دل کی تنگی کا علاج تسبیح بتایا گیا جو لوگوں کی باتوں کی وجہ سے آپ کا دل تنگ ہوتا تھا تو اس کا علاج تسبیح بتایا گیا۔

تو تسبیح کو پڑھنا دل کو وسیع کرتا ہے کھلا کر دیتا ہے دل میں آنے والے بخل کے خلاف پھر انسان عمل کر لیتا ہے۔

اور پھر دوسرا حل کیا ہے؟

کہ مال کی حرص ہونے کے باوجود اپنے پسندیدہ مال میں سے خرچ کرنا، صدقہ کرنا، یہ افضل ترین صدقہ ہے اور مال اکٹھا کرنے کی بجائے ساتھ ساتھ نکالتے رہنا چاہیے۔

✷ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کہتی ہیں مجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

أَوِ انْضَحِی أَوِ انْفَحِی - وَلاَ تُحْصِی فَیُحْصِیَ اللّٰہُ عَلَیْكِ

خرچ کرو یا تھوڑا تھوڑا کر کے خرچ کرتی رہو لیکن گن گن کر نہ رکھو اللہ بھی تمہیں گن گن کر دیگا۔

اور بخل سے اللہ کی پناہ مانگتے رہو اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْبُخْلِ

اے اللہ میں بخل سے دل کی تنگی سے اپنے آپ کو بچا کر تیرے حوالے کرتا ہوں۔

❖ آیت 10

مہاجرین و انصار کے بعد، ہمارے دل میں کسی کے خلاف کوئی حسد بغض نہ ہو، کوئی تنگی نہ ہو، ہمارے دل صاف ہوں۔

تو ایمان والوں کے لیے دعائیں بھی کرنی چاہیے یہاں اموالِ فے میں ان لوگوں کا حصہ بتایا گیا ہے جو ایمان والوں کے لیے خیر خواہ ہیں لیکن جو ایمان والوں کو گالیاں دیں، برا بھلا کہیں ان کا اس میں کوئی حصہ نہیں ہے۔

اس طرح ہم یہ جو دعا پڑھتے ہیں

رَبَّنَا ٱغۡفِرۡ لِي وَلِوَٰلِدَيَّ وَلِلۡمُؤۡمِنِينَ يَوۡمَ يَقُومُ ٱلۡحِسَابُ۔

تو اس میں سب کے لیے دعا ہو جاتی ہے بعض دفعہ ہم بہت زیادہ تکیہ کلام کے طور پر کہتے ہیں کہ دعا کرنا دعا کرنا جبکہ بتاتے بھی نہیں ہیں کہ کیا دعا کریں تو ایسے میں آپ کو کوئی بہت زیادہ کہے تو پھر اس صورت میں اس دعا کو consciously مانگ لینا چاہیے کہ یا اللہ سب کو بخش دے کیونکہ بخشش ہماری سب سے بڑی ضرورت ہے کیونکہ اگر ہم بخشے جائیں تو دنیا کی رکاوٹیں دور ہو جائیں گی وہ بھی مشکلات آسان ہو جائیں گی۔

اور پھر کیا ہے کہ اس کا مطلب یہ نہیں کہ کسی کو دعا کے لیے کہا نہیں جا سکتا یا کسی کے لیے دعا نہیں کی جا سکتی؟

نہیں! جب آپ کسی کے لیے غائبانہ دعا کرتے ہیں اور جو دعاؤں میں یاد آتے جائیں بڑی حیرت ہوتی ہے کہ بعض لوگ بار بار دعاؤں میں یاد آتے ہیں ان کی شکل بار بار سامنے آجاتی ہے اور بعض لوگوں کو کوشش کر کے یاد کرنا پڑتا ہے تو یہ ہی اللہ کا فضل ہے جس کو جہاں چاہے یاد کروا دے اور خصوصاً قبولیت کے اوقات اور موقع پر جو آج کل رمضان میں خوب خوب available ہیں۔

ایک مسلمان جب اپنے بھائی کی غیر موجودگی میں اس کے لیے جو دعا کرتا ہے وہ قبول بھی ہوتی ہے اور اس کے اوپر ایک نگران فرشتہ ہوتا ہے، جب بھی آدمی اپنے بھائی کے حق میں دعا کرتا ہے تو نگران فرشتہ کہتا ہے آمین اور کہتا ہے تجھے بھی ایسا ہی ملے۔

❖ آیت 11

منافقین مدینہ جو تھے یہ یہود سے جو بنو نضیر کے لوگ تھے ان سے کہتے تھے کہ تم نبی ﷺ کی بات نہ ماننا اگر یہ کہیں کہ مدینہ سے نکلو تو مت نکلنا اگر تمہیں نکالیں گے تو ہم بھی ساتھ جائیں گے۔

کسی سے مراد نبی ﷺ ہیں۔

ایسے جھوٹے وعدے۔

منافقین تو اپنے بھی نہیں، کسی اور کے کہاں سے ہوں گے۔ اگر انہیں کسی کا خیر خواہ ہونا ہوتا، sincere ہونا ہوتا تو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ ہوتے۔

یاد رکھیے! جو بندہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ مخلص نہیں وہ آپ کا بھی نہیں ہو سکتا۔

❖ آیت 13

وہ بندوں سے زیادہ ڈرتے ہیں۔

❖ آیت 14

آپس میں بھی ایک نہیں، لڑے ہوئے ہیں۔

وہی بات ہوئی جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے نہیں وہ کسی کے ساتھ بھی مخلص نہیں ہو سکتا، جس کو دھوکہ دینے کی عادت ہو وہ ہر ایک کو ڈنک مارتا ہے۔

اور اس آیت سے بھی یہ پتہ چلتا ہے کہ دل میں بغض رکھ کے آپس میں محبتوں کا ظاہر کرنا اور ایک دوسرے سے چاپلوسی کرنا یہ بھی درست نہیں۔

✧ قُشیری کہتے ہیں: کہ لوگوں کا آپس میں متحد ہونا حالانکہ انکے دل میں آپس کے لیے نفرت واختلاف ہو، ہر قسم کے بگاڑ کی اصل ہے۔ یہاں سے سارا بگاڑ اور فساد نکلتا ہے اور ہر مشکل موقع میں اللہ کی طرف سے مدد نہ آنے کا سبب ہے۔

دوسرا یہ ہے کہ بغض کی ممانعت کی گئی ہے، یعنی بغض نہ رکھنے کی تلقین کی گئی ہے۔

✷ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم ایک دوسرے سے قطع تعلق نہ کرو، ایک دوسرے سے روگردانی نہ کرو، ایک دوسرے سے بغض نہ رکھو، نہ ایک دوسرے سے حسد کرو۔ تم بھائی بھائی ہو جاؤ جیسا کہ اللہ نے حکم دیا ہے۔

اور یہ ایمان والوں کے ساتھ ہے ورنہ

مَنْ اَحَبَّ لِلّٰہِ وَاَبْغَضَ لِلّٰہِ

بھی ہے، جو اللہ کی خاطر محبت کرے اور اللہ کی خاطر بغض رکھے، یعنی جب بھی آپ کسی سے کوئی اختلاف کریں یا بغض رکھیں تو اپنے آپ سے پوچھا کریں کہ میں کیوں رکھ رہی ہوں؟ کیا میرا کوئی ذاتی وجہ ہے جس کی وجہ سے میں اس بندے سے خار رکھتی ہوں یا پھر دین وجہ ہے؟ یا اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی ذات بیچ میں ہے؟

تو دین کی وجہ سے جو ضد ہو گی وہ اپنی جگہ ہے۔ لیکن اس کے علاوہ کسی مومن کے ساتھ کسی سچے مخلص انسان کے ساتھ چھوٹی چھوٹی اختلافات اور چھوٹی موٹی ناپسندیدہ باتوں پر نفرت نہیں پال لینی چاہیے۔ کیونکہ آپس کی عداوت جو ہے وہ دین کو مونڈھ دینے والی ہے، خصوصاً وہ لوگ جن کے درمیان کوئی خون کی رشتہ داریاں نہ ہو، وہ کسی اچھے cause کے لیے جمع ہوئے ہوں تو ان کے دل ایک دوسرے کی طرف سے صاف ہونے چاہیے، تو اگر جڑیں مضبوط ہوں گی تو پھر پودا بھی مضبوط ہو گا۔

❖ آیت 18

ہر ایک کو، ہم میں سے ہر ایک کو یہ دیکھنا چاہیے کہ اس نے کل کے لیے کیا سامان کیا ہے۔ دنیا کا کل نہیں اس کے لیے تو ہم سخت غم رکھتے ہیں اور فکر کرتے رہتے ہیں آخرت کی کل، اپنی قبر کے لیے کیا تیاری کی ہے اور اپنی آخرت کے لیے کیا تیاری کی ہے اور اللہ سے ڈرتے رہو۔

یہاں پر ٱتَّقُواْ ٱللَّهَ اور وَٱتَّقُواْ ٱللَّهَۚ دو دفعہ آیا ہے اور درمیان میں جو حکم دیا گیا ہے اللہ کے ڈر کا وہ کیا ہے؟

ہر شخص کو یہ دیکھنا چاہیے کہ کل کے لیے کیا کر رہا ہے۔ ہم میں سے ہر ایک کو دیکھتے رہنا چاہیے کہ ہم نے اپنی آخرت کے لیے کیا جمع کر رکھا ہے؟

تو یہاں ہمیں عمل میں جلدی کی ترغیب دی گئی ہے یعنی انسان کو اس میں اس میں تاخیر نہیں کرنی چاہیئے کیونکہ نہیں پتہ کہ کل کا دن کیسا دن ہو

وَمَا تَدۡرِي نَفۡسٞ مَّاذَا تَكۡسِبُ غَدٗاۖ

آج جو opportunity ہے، آج اس وقت کو جو موقع ہے کرلیں، کل پر بات نہ چھوڑیں کہ کل کا نہیں پتہ کہ ہمیں یہ موقع ملے نہ ملے تو آخرت کی تیاری کرتے کرتے زندگی بسر کرنی چاہیئے۔ زندگی کا ہر دن آخرت کی تیاری کے لیے وقف ہونا چاہیے۔

اور وہ تیاری کیا ہے؟

قیامت کے دن کے پانچ سوالوں کی تیاری۔

- اس عمر کے بارے میں کہ کہاں صرف کی،
- جوانی کے بارے میں کہ کہاں استعمال کیا،
- مال کے بارے میں کہاں سے کمایا، کہاں لگایا
- اور جو کچھ سیکھا اس پر عمل کتنا کیا۔

اور یہی نیک اعمال ہوں گے جو کل قبر میں ہمارے کام آئیں گے۔ نماز، صدقہ، قرآن، روزہ، اور زکوۃ اور دیگر نیک اعمال اور نیک اعمال والوں ہی کو آخرت میں کامیابی کی بشارت دی گئی ہے وَٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ وَعَمِلُواْ ٱلصَّٰلِحَٰتِ أُوْلَٰٓئِكَ أَصۡحَٰبُ ٱلۡجَنَّةِۖ هُمۡ فِيهَا خَٰلِدُونَ۔

وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کیے، وہ اس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔

❖ آیت 19

استغفر اللہ! یہ بہت ہی خطرناک situation ہے۔ خطرناک condition ہے کہ جس میں انسان اپنا آپ بھول جائے۔ یعنی جب انسان اللہ کو بھولتا ہے، اللہ کے ذکر سے غفلت اختیار کرتا ہے یا اللہ نے جس کام کے لیے پیدا کیا ہے جو ہمارا مقصدِ زندگی ہے، جب انسان اس کو فراموش کرتا ہے تو دراصل اپنا ہی نقصان کرتا ہے ۔ اور پھر انسان اپنے آپ کو جب بھولتا ہے تو اپنے عیب اس کو نظر نہیں آتے اپنے اوپر کیا ذمہ داریاں ہیں وہ نہیں پتہ چلتیں یعنی خود فراموشی۔۔ جیسے کہتے ہیں کہ خدا فراموشی کیا ہے؟ خود فراموشی۔۔

یعنی اللہ کو بھولنا، اللہ کا ذکر نہ کرنا، اللہ کی عبادت نہ کرنا جس کے لیے اس نے ہمیں پیدا کیا ہے۔ یہ پھر کیا ہے؟ result ہوتا ہے یا پھر end ہوتا ہے اس پر کہ انسان اپنے نفع نقصان سے بھی بے نیاز ہو جاتا ہے، اس کو احساس بھی نہیں رہتا کہ کیا چیزیں فائدہ دینے والی ہے اور کیا چیزیں نقصان دیں گی۔

❖ آیت 20

نہ ان کی زندگی برابر، نہ سوچیں برابر، نہ اخلاق ایک جیسا، نہ عبادات ایک جیسی، نہ طور طریقے ایک جیسے اور نہ انجام ایک جیسا، تو کامیاب وہ ہے جو جنت میں جانے والے کام کرے۔

❖ آیت 21

قرآن مجید میں بارہا غور و فکر کی دعوت دی گئی ہے اور یہاں پر قرآن کے بارے میں غور و فکر اور قرآن کا جو اثر ہے زندگی میں، یا قرآن کیا چیز ہے اس کے بارے میں غور غور و فکر ضروری ہے۔

اِسی آیت سے یہ نتیجہ نکالا جاتا ہے کہ اگر کسی کا دل پتھر کی طرح ہو جائے (پہاڑ پتھر کی طرح کا ہوتا ہے) تو اس کو قرآن کثرت سے پڑھنا چاہیے تا کہ دل پھٹے اور نرم ہو اور اس کے اندر اللہ کی خشیت پیدا ہو۔

اور اس سے ایک اور اہم بات پتہ چلتی ہے کہ پہاڑوں کے اندر بھی ایک sense ہے۔ ایک احساس ہے، ایک شعور ہے، وہ اپنے رب کو پہچانتے ہیں جیسے ہدہد نے اپنے رب کو پہچانا۔ جیسے مسجدِ نبوی میں کھجور کا تنا رونے لگا نبی صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کی جدائی سے، وہ آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کو پہچانتا تھا۔

پچھلے دنوں ایک video clip کسی نے مجھے بھیجی بہت ہی interesting تھی جس میں نیوزی لینڈ کی خاتون نے شیر کے چھوٹے چھوٹے بچوں کو پالا تھا۔ آپ نے بھی شاید دیکھا ہو گا اور پھر چونکہ government laws کے تحت گھر میں رکھ نہیں سکتی تھی تو اس کو Zoo میں بھیج دیا۔ کچھ دنوں کے بعد وہ Zoo میں گئی تو شیر جواب بڑے ہو چکے تھے بھاگتے ہوئے آئے۔ آوازیں نکالتے ہوئے اور اس کے گلے سے لپٹ گئے جیسے Hug کرتے ہیں۔

تو میں سوچنے لگی کہ اگر ایک جانور اپنے محسن کو پہچانتا ہے اور اتنی محبت کا اظہار کر رہا تھے کہ مجھے دیکھ کر ڈر لگ رہا تھا کہ اس محبت میں کہیں کھا ہی نہ جائیں، تو اتنی محبت کا اظہار کر رہے تھے تو میں سوچ رہی تھی کہ ہم کیسے سنگدل انسان ہیں کہ ہم اپنے رب، اپنے محسن کو نہیں پہچانتے۔

وہ جس طرح والہانہ بھاگتے ہوئے اس کی طرف آئے ہم کیوں نہیں بھاگتے ہوئے نیکی کے کام کی طرف جاتے۔ فاستبقوا الخیرات اور خیر اور بھلائی کی طرف کیوں نہیں جاتے۔ یعنی صرف اسے نے انہیں بچپن میں پالا تھا تو جس نے ہمیں بچپن میں پالا ہم ان کے لیے کتنے خیر خواہ ہیں، ہم ان سے کتنی محبت کرتے ہیں یعنی ہم میں سے ہر ایک کو سوچنا چاہیے کہ ہمارے دل میں ہمارے ماں باپ کی کیا value ہے؟ کیا قدر ہے؟ ان کے لیے کتنی دعائیں کرتے ہیں؟ ان کی طرف سے کتنا صدقہ کرتے ہیں؟ ان کی بلندی و درجات کے لیے کتنا روتے ہیں؟ جو محسن کو بھول جاتا ہے، احسان فراموش ہونا بہت بڑا کفر ہے، جو بندوں کا شکر ادا نہیں کرتا وہ اللہ کا بھی نہیں کرتا۔

سورۃ الممتحنۃ

❖ آیت 1

اس سورت کریمہ کی ابتدائی حصے کے نزول کا سبب حاطب بن أبي بلتعة رضی اللہ عنہ کا قصہ تھا، حاطب مہاجرین میں سے تھے۔ انہیں غزوہ بدر میں شرکت کی سعادت بھی حاصل ہوئی تھی، مکہ میں ان کی اولاد اور مال تھا لیکن وہ قریش میں سے نہ تھے بلکہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے حلیف تھے تو جب اہل مکہ نے صلح حدیبیہ کا معاہدہ توڑ دیا تو نبی صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے مکہ فتح کرنے کا ارادہ کیا تو مسلمانوں کو جنگ کا حکم دیا اور دعا فرمائی

اللھم انبی علیھم خبرنا

اللہ انہیں ہمارے حالات سے بے خبر رکھنا۔ لیکن حاطب بن ابی بلتہ کو فکر ہوئی کہ جب نبی ﷺ مکہ پر چڑھائی کریں گے تو کہیں ایسا نہ ہو کہ میرے بال بچے مارے جائیں کیونکہ باقی لوگوں کے تو قبیلے ان کی حفاظت کریں گے لیکن میرا تو وہاں کوئی نہیں ہے تو انہوں نے ایک خط لکھا اور ایک عورت کے ہاتھ مکہ کی طرف بھیج دیا، اس خط میں انہوں نے کفار قریش کو رسول اللہ ﷺ کے عزم اور ارادے کے بارے میں اطلاع دی تھی، کہ یہ احسان اگر وہ اہل مکہ پر کریں گے تو اس کے بدلے میں وہ ان کے بچوں کو بچائیں گے، تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے مسلمانوں پر بڑا فضل کیا۔ رسول اللہ ﷺ کی دعا کو قبول فرمایا، اور اس کے باعث آپ ﷺ کو مطلع کر دیا اور آپ ﷺ نے اس عورت کا تعاقب کرایا اور اس سے خط حاصل کر لیا، اور اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست نہ بناؤ اور خاص طور پر اپنی ذاتی وجوہات کی بناء پر۔

❖ آیت 2

یعنی تمہارے دشمن کو تمہارے ساتھ کوئی رعایت نہیں کرنا چاہیے۔

تمہیں واپس اپنے دیا اور ان سے ان کی طرف لوٹانا چاہیں گے Persecute کرینگے۔

❖ آیت 3

حاطب بن ابی بلتعہ کو بلایا گیا اور ان سے پوچھا گیا کہ کیا انہوں نے ایسا کیوں کیا تو انہوں نے اقرار کر لیا اور عذر پیش کیا کہ ان کی اولاد اور رشتہ دار چونکہ مکہ والوں کے بیچ میں تھے اس وجہ سے انہوں نے ایسا کیا۔

تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: کہ اہل وعیال اور اولاد کی وجہ سے رب کی نافرمانی کی تو قیامت کے دن یہ کچھ بھی کام نہیں آئیں گے۔

اور یہ ہم سب کو سوچ لینا چاہیے کہ بعض اوقات انسان غلط کام، حرام کماتا ہے صرف اولاد کی خاطر یا بیوی بچوں کی خاطر کہ ان کو خوش رکھ سکے، یا اللہ کی ناراضگی کے کام کرتا ہے۔

تو ایک اصول یاد رکھیئے

کہ اللہ کی فرمانبرداری میں، جہاں اللہ کا حکم آجائے وہاں کسی مخلوق کا حکم نہیں ماننا اور اللہ کی نافرمانی میں کسی اور کی اطاعت نہیں کرنی یعنی جہاں اللہ کی نافرمانی ہو رہی ہو وہاں رک جانا ہے کسی اور کی بات نہیں ماننی۔

بعض اوقات ہم عذر کرتے ہیں فلاں مجھے ایسا کہتا ہے فلاں یوں کہتا ہے اس لیے مجھے کرنا پڑتا ہے، نہیں۔۔ وہ چیزیں چھوڑ دو جو اللہ کی نافرمانی کی طرف لے جاتی ہے۔ بعض اوقات جاب پر کچھ ایسے مسائل ہوتے ہیں کہ نماز کی اجازت نہیں ملتی تو کوئی اور جاب تلاش کرو۔ اللہ کی زمین وسیع ہے، کہیں اور سے تمہیں رزق دے گا اور ہو سکتا ہے اس سے بہتر رزق عطا کرے۔ لیکن اپنا فرض ادا کرنا نہیں چھوڑو۔ اسی طرح باقی چیزیں بھی۔

تو یہاں ایک بڑی اہم بات بتا دی گئی کہ قیامت کے دن کوئی رشتہ دار کام نہیں آئیگا۔ اگر دنیا میں کہاں کام آتے ہیں کہ اب جس طرح کے حالات ہیں لیکن پھر بھی کچھ نہ کچھ خاندان، کنبہ قبیلہ ساتھ دے ہی دیتا ہے لیکن مشکل وقت میں آپ نے دیکھا ہو گا کہ عموماً رشتہ دار بھی اجنبی ہوتے ہیں۔

❖ آیت 4-5

بڑی خوبصورت دعا ہے۔رَّبَّنَا عَلَيۡكَ تَوَكَّلۡنَا وَإِلَيۡكَ أَنَبۡنَا وَإِلَيۡكَ ٱلۡمَصِيرُ رَبَّنَا لَا تَجۡعَلۡنَا فِتۡنَةٗ لِّلَّذِينَ كَفَرُواْ وَٱغۡفِرۡ لَنَا رَبَّنَآۖ إِنَّكَ أَنتَ ٱلۡعَزِيزُ ٱلۡحَكِيمُ

❖ آیت 7

ہو سکتا ہے اللہ کسی دن ان کو ہدایت دے اور وہ مسلمان ہو جائیں دشمنیاں ختم ہو جائیں جیسے کہ ہوا بھی۔۔کہ فتح مکہ کے بعد ابوسفیان اور بہت سے لوگ مسلمان ہوئے تھے۔

❖ آیت 9

یعنی جن کا ماضی یہ رہ چکا ہے کہ ہر موقع پر تمہاری دشمنی کی تو ان کو دوست کیوں بناتے ہو۔۔پھر وہ ڈنک مار جائیں گے۔

❖ آیت 10

کہیں وہ شوہر سے لڑ کر تو نہیں آئیں یا دنیاوی مقاصد کے لیے مکہ چھوڑ کر نہیں آئیں۔

کیونکہ صلح حدیبیہ کی ایک شق یہ تھی کہ جو شخص مکہ سے مسلمان ہو کر مدینہ آئے گا اسے واپس کر دیا جائے گا لیکن چونکہ اس میں عورتوں کا کوئی Clearly mention نہیں تھا۔تو اس لیے عورتوں کو واپس نہیں کیا جائیگا۔

یعنی ایسی عورت پھر آزاد ہو جائے گی اس کافر شوہر سے اور تم ان کا مہر دے کر ان سے نکاح کر سکتے ہو۔

❖ آیت 12

تو اس بیعت میں اور بہت سے امور کے ساتھ نبی ﷺ کی اطاعت پر بھی بیعت ہے کہ آپ ﷺ کی نافرمانی نہیں کریں گی۔

نبی ﷺ نے عورتوں سے جو بیعت لی اس میں آپ ان کے ہاتھ پر ہاتھ نہیں رکھتے تھے، زبانی بیعت لیا کرتے تھے اور اس بیعت میں ان باتوں کے علاوہ کچھ اور چیزیں بھی شامل تھیں جس میں یہ کہ تم نوحہ نہیں کرو گی، پہلی جاہلیت کی طرح زیب و زینت اختیار نہیں کرو گی، یعنی خوبصورتی کو نمایاں نہیں کرو گی یعنی اپنے آپ کو حجاب میں رکھو گی۔

❖ آیت 13

✶ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: منافق کو سردار مت کہو، اگر وہ سردار ہو تو بے شک تم نے اپنے رب عزوجل کو ناراض کر دیا۔

یعنی ایسا شخص جس کی منافقت کھلی ہو ورنہ دل کی منافقت کا تو کسی کو نہیں پتہ ہوتا تو انسان ہر ایک کے پیچھے نہ پڑ جائے دلوں کا معاملہ اللہ کے سپرد کرے۔

سورۃ الصف

❖ **آیت 1 کیا آپ نہیں کریں گے؟** سبحان اللہ وبحمدہ وسبحان اللہ العظیم۔

❖ **آیت 2**

قول و فعل کا تضاد سخت ناپسندیدہ ہے۔ نااہل لوگوں کی علامت کہ دوسروں کو نیکی کا حکم دینا اور خود عمل نہ کرنا، دوسروں کو جھوٹی امیدیں دلانا اور وعدے پورے نہ کرنا۔

❖ **آیت 3**

✷رسول ﷺ نے فرمایا: میں نے معراج کی رات کچھ لوگوں کو دیکھا کہ ان کے ہونٹ آگ کی قینچیوں سے کاٹے جا رہے تھے جب بھی وہ کاٹے جاتے پھر ٹھیک ہو جاتے میں نے پوچھا اے جبریل یہ کون ہیں؟

(آپ کو معلوم ہے ہونٹ جو ہے سب سے sensitive skin ہوتی ہے ہونٹ کی) انہوں نے کہا یہ آپ کی امت کے خطیب ہیں جو وہ بات کہتے تھے جو خود نہیں کرتے تھے، اوروں کو بتاتے تھے خود عمل نہیں کرتے تھے، جو اللہ کی کتاب کو پڑھتے لیکن اس پر عمل نہیں کرتے تھے، ان کے قول و فعل میں تضاد تھا۔

اسی طرح قول و فعل میں تضاد والے کا جہنم میں کیا حال ہو گا؟

✷رسول ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن ایک شخص لایا جائے گا اور جہنم میں ڈالا جائے گا پھر اس کی آگ میں آنتیں باہر نکل آئیں گی اور وہ شخص اس طرح چکر لگائے گا جیسی گدھا چکی پر گردش کرتا ہے، جہنم میں ڈالے جانے والے اس کے قریب آکر جمع ہو جائیں گے کہیں گے اے فلاں تمہاری یہ کیا حالت ہے کیا تم ہمیں اچھے کام کرنے کے لیے نہیں کہتے تھے اور تم ہمیں برے کاموں سے روکتے نہیں تھے؟ وہ کہے گا ہاں میں تمہیں اچھے کاموں کا کہتا تھا لیکن خود نہیں کرتا تھا برے کاموں سے تمہیں روکتا تھا اور خود کرتا تھا۔

اس سے حتی الوسع بچنے کی کوشش کرنی چاہیے کہ انسان سوچ کر بات کرے جو کہے پھر اس کرے commitment نبھائے وعدے پورے کرے کیونکہ بہت دفعہ ہم ایسے ہی بس بات کر دیتے ہیں اور اس کے بعد اس کو serious نہیں لیتے، اس کو کر کے نہیں دکھاتے۔

❖ **آیت 4**

صف کی اہمیت پیچھے بھی گزر چکی ہے سورۃ الصفت میں اور یہاں پوری سورۃ کا نام ہی صف ہے یعنی فرشتوں کی بھی صفیں ہیں اور فرشتے بہترین طریقے سے صفیں بناتے ہیں پرندوں کی بھی صفت بیان کی گئی ہے وَٱلطَّيْرُ صَٰٓفَّٰتٍ ۔

قیامت کے دن مخلوق بھی صفوں کی شکل میں حاضر ہو گی۔

جنتی بھی جنت کے اندر جب داخل ہوں گے تو اہل جنت کی 120 صفیں ہوں گی اور ان میں سے 80 امت محمد ﷺ کہ ہوں گی۔

✷ نبی ﷺ نے فرمایا:اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد ﷺ کی جان ہے اللہ کے راستے میں ایک صبح یا شام نکلنا دنیا مافیہا سے بہتر ہے اور تم میں سے کسی کا صف میں کھڑے ہونا(یعنی جہاد کے لیے یا کسی بھی کام کو organized طریقے سے کرتے ہوئے) 60 سال کی نماز سے بہتر ہے(یعنی 60 سال بغیر صف بنائے Haphazard نمازیں پڑھو اس سے بہتر ہے صف بنا کر proper طریقے سے پڑھو تو وہ کہیں زیادہ بہتر ہے)اور نماز کا حسن ہے صف کی درستگی میں اور صف کی درستگی پر دلوں کی درستگی کا انحصار ہے۔

اس میں دو چیزیں ہیں ایک تو gaps fill کرنے چاہیے،دوسرا آگے پیچھے نہیں ہونا چاہیے یعنی کندھے سے کندھے ملا ہونا چاہیے یہ نہیں ایک بندہ آگے کو نکل کے کھڑا ہے اور دوسرا پیچھے کو اور zig zag کی شکل میں قطار بنی ہوئی ہو تو یہ بھی درست نہیں۔

✷ نبی ﷺ نے فرمایا:اس قدم سے زیادہ کسی قدم پر اجر نہیں جو صف کے شگاف کو پورا کرنے کے لیے اٹھایا جاتا ہے اور اسے سیدھا کرتا ہے۔

ایک قدم آپ جب اٹھا کر آگے یا پیچھے کرتے ہیں تو سب سے پسندیدہ قدم ہے۔

خالی صفوں میں شیطان جا گھستا ہے یعنی gaps کے اندر اور پھر تو وہ دلوں میں خوب خوب وسوسے ڈالتا ہے۔

اسی طرح دو صفوں کے بیچ میں gaps بھی بڑا نہیں ہونا چاہئے صفیں ملی ہوئی ہونی چاہیے اور مردوں کے لیے خاص طور پر فرمایا جو لوگ ہمیشہ صف اول سے پیچھے رہتے ہیں تو اللہ تعالیٰ انہیں جہنم میں بھی پیچھے کر دے گا اور وہ دراصل منافقین تھے فِي ٱلدَّرۡكِ ٱلۡأَسۡفَلِ ان کے لیے قرآن کریم میں آتا ہے

❖ آیت 5

یہاں سے یہ بات اچھی طرح سمجھ لیجئے یعنی اللہ سبحانہ وتعالیٰ کسی پر ظلم نہیں کرتے انسان جب خود سرکشی کرتا ہے صحیح رستے سے نکلنا چاہتا ہے deviate ہوتا ہے بھٹکتا ہے گمراہ ہوتا ہے دل ٹیڑھا اس کا ہوتا ہے پھر اللہ تعالیٰ بھی اسکے لیے ویسے ہی رستے آسان کر دیتا ہے۔

اس لیے انسان کو ہمیشہ صراط مستقیم پر چلتے بھی رہنا چاہیے اور اس کی دعا بھی مانگتے رہنا چاہیے۔

ٱهۡدِنَا ٱلصِّرَٰطَ ٱلۡمُسۡتَقِيمَ صِرَٰطَ ٱلَّذِينَ أَنۡعَمۡتَ عَلَيۡهِمۡ ہمیں ان لوگوں کے رستے پر چلا جن پر تو نے انعام کیا، کون ہے وہ مِّنَ ٱلنَّبِيِّـۧنَ وَٱلصِّدِّيقِينَ وَٱلشُّهَدَآءِ وَٱلصَّٰلِحِينَۚ جو ہم سے پہلے گزر چکے ایمان پر جن کے خاتمے ہوئے اور جنہوں نے دین کے لئے بڑی بڑی قربانیاں دیں تو جب انسان ان کا رستہ چھوڑتا ہے سبیل المومنین چھوڑتا ہے تو پھر اس کا دل ٹیڑھا ہوتا ہے اور جب دل ٹیڑھا ہوتا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ بھی اسے اسی رستے پر چلا دیتا ہے۔

❖ آیت 6

مان کر ہی نہیں دیا۔اصل میں جب انسان کا دل ٹیڑھا ہو جاتا ہے تو اس کو حق بات نہ سمجھ آتی ہے اور نہ وہ سمجھنا چاہتا ہے بلکہ حق ہی کو blame کر دیتا ہے سچ بات کو ہی twist کر دیتا ہے اس کو جادو قرار دیتا ہے۔

❖ آیت 8

یعنی ہمیشہ اسلام کے خلاف پروپیگنڈا ہوتا رہتا ہے لیکن کبھی ایسا نہیں ہوا کہ اس پروپیگنڈے کی وجہ سے اسلام ختم ہو جائے اتنا negative پروپیگنڈا اگر کسی اور چیز کے بارے میں کیا جائے تو شاید وہ survive ہی نہ کر سکے لیکن ہر دور میں قرآن، نبی ﷺ کی ذات پر تعلیمات پر مسلمانوں پر ایسے ایسے الزامات لگائے جاتے

رہے اور اصل دین کو چھپانے اور اس میں کاٹ چھانٹ کرنے کی ایسی کوشش کی جاتی رہی لیکن اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اس کو ہمیشہ محفوظ رکھا۔ وَٱللَّهُ مُتِمُّ نُورِهِۦ وَلَوۡ كَرِهَ ٱلۡكَٰفِرُونَ

❖ آیت 9

✷ رسول ﷺ نے فرمایا: یہ دین ہر اس جگہ تک پہنچ کر رہے گا جہاں تک رات اور دن کا سلسلہ جاری ہے (یعنی پورے گلوب پر) اور اللہ کوئی کچا پکا گھر ایسا نہ چھوڑے گا جہاں اس دین کو داخل نہ کرے۔

آج آپ دیکھیں کہ ٹیکنالوجی کی وجہ سے یہ پیغام کہاں کہاں جا پہنچا ہے؟ خواہ اسے عزت کے ساتھ قبول کر لیا جائے یا اسے رد کر کے ذلت قبول کر لی جائے میسج پہنچ جائے گا۔

عزت وہ ہو گی جو اللہ اسلام کے ساتھ عطا کرے گا اور ذلت وہ ہو گی جو کفر کے ساتھ ملے گی۔

✧ تمیم داری فرمایا کرتے تھے مجھے یہ بات اپنے اہل خانہ میں ہی نظر آ گئی کہ ان میں سے جو مسلمان ہو گیا اسے خیر، شرافت اور عزت نصیب ہوئی اور جو ان میں کافر رہا اسے ذلت رسوائی اور جزیہ نصیب ہوا۔

❖ آیت 11 ایمان لانے کے بعد یہاں جہاد کو افضل ترین عمل قرار دیا ہے۔

❖ آیت 12 اجر بھی بتا دیا گیا کہ کیا کیا فائدے تمہیں حاصل ہونگے اللہ کے راستے میں نکلنے سے۔

❖ آیت 13 لیکن اس کے لیے کیا کرنا ہوتا ہے؟ اپنی کوشش اور اپنی محنت اپنی جگہ ہے وہ تو کرنی ہے اسی لیے اگلی آیت میں فرمایا۔۔۔

❖ آیت 14

دین کی promotion کے لیے، دین کے دعوۃ کے لیے، دین کی تعلیم کے لیے، دین کے نفاذ کے لیے تم اپنی کوششیں، اپنی صلاحتیں پیش کرو جو لوگ یہ کام کر رہے ہوں ان کو سپورٹ کرو۔

مَنۡ أَنصَارِيٓ إِلَى ٱللَّهِۖ

اس کا مطلب ہے دین کی طرف دعوت دینے میں۔

اور آج بھی آپ دیکھیں کس طرح کرسچن جو ہیں جو عیسی علیہ السلام کے follower ہیں کس طرح وہ اپنے دین کی طرف دعوت دینے میں دن رات صرف کیے ہوئے ہیں نہ سردی دیکھتے ہیں نہ گرمی دیکھتے ہیں نہ دن دیکھتے ہیں نہ رات دیکھتے ہیں نہ اپنا ملک نہ اپنی عیش و عشرت اور نہ سہولتیں بلکہ دنیا میں ایسی ایسی جگہوں پر پہنچے ہوئے ہیں جہاں بالیقین مسلمان نہیں پہنچے حالانکہ یہ کام مسلمان کا تھا یہاں پکارا جا رہا ہے كُونُوٓاْ أَنصَارَ ٱللَّهِ اور پھر مثال سے بتایا جا رہا ہے کہ جیسے عیسی علیہ السلام کے ساتھیوں سے انکی پکار لبیک کیا، تم بھی اللہ کے رسول ﷺ کی پکار پر لبیک کہو اور اس کے بعد جو رسول کے وارث ہوں انبیاء کے وارث علماء ہوتے ہیں جو بھی تمہیں دین کے کام کے لیے اور خالصتاً دین کے کام کے لیے کوئی اور مفادات نہ ہوں اور اغراض نہ ہوں پھر ان کو سپورٹ کرنا، ان کا ساتھ دینا لازم ہوتا ہے۔

یعنی عیسی علیہ السلام بنی اسرائیل کی طرف پیغمبر بنا کر بھیجے گئے تھے تو کچھ لوگوں نے تو بات مان لی لیکن کچھ نے نہیں مانی۔

سورۃ الجمعہ

ہفتے کے دنوں میں سے صرف جمعہ کے نام سے سورۃ ہے۔

❖ **آیت 1** آسمان وزمین میں موجود تمام مخلوق اللہ کی تسبیح کرتی ہے تو کیا ہم نہیں کریں گے۔سبحان الله وبحمده سبحان الله العظيم

کیوں نہ تسبیح کی جائے اس کی؟ وہی تو بادشاہ ہے۔

❖ **آیت 2**

نبی ﷺ ان پڑھ لوگوں میں آئے تھے۔

یہ ہے ایک پرفیکٹ نصاب دین کی تعلیم کا

1۔ قرآن کی تلاوت کرنا

2-تزکیہ یعنی کہ لوگوں کی صفائی اخلاق کی صفائی تربیت اور

3۔اس کے ساتھ ساتھ قرآن اور حکمت سنتِ رسول ﷺ کی باقاعدہ تعلیم۔

الھدیٰ کا جو سلیبس ہے، یہ جو کورسز ہم نے ڈیزائین کیے ہیں اسی بات اور اسی جیسی اور آیتیں بھی ان پرbased کیا ہے ان سب آیات میں یہی چار چیزیںrepeat کی گئی ہیں یہی نبوی طریقہ ہے نبی ﷺ نے لوگوں کو ﷺ قرآن پڑھ کر سنایا، اس کی تلاوت کی۔ ہمیں بھی تلاوت کرنی آنی چاہیے اس کوproper سیکھنا چاہیے تجوید اور ترتیل سے قرآن کو پڑھنا چاہیے اور پھر اس کے ساتھ ساتھ صرف پڑھنا ہی نہیں چاہیے صرف تلاوت سے ہی خوش نہیں ہو جانا چاہیے کہ ہمارے مخارج اچھے ہو گئے ہیں بلکہ اندر کا تزکیہ بھی ہونا چاہیے۔

کیونکہ وہ منافق جو قرآن پڑھتا ہے اس کی مثال basalکی طرح ہے جس کی خوشبو تو ہے لیکن اس کا ذائقہ کڑوا ہے۔یعنی جب کوئی اچھی تلاوت کرتا ہے تو اس کی خوشبو تو پھیل جاتی ہے لیکن اگر اس کا اپنا تزکیہ نہیں ہوتا تو پھر وہ درست نہیں۔

اس لیے ہر قرآن پڑھنے والے کو چاہے وہ تلاوت و تجوید کر رہا ہو، چاہے ترجمہ اور تفسیر کر رہا ہو، چاہے وہ حدیث پڑھ رہا ہو، اس کا فوکس ہونا چاہے اس بات پر کہ یہ سب چیزیں عمل کے لیے ہیں اور کس طرح ظاہر کو خوبصورت بنا رہے ہیں اسی طرح ہمیں باطن کو بھی خوبصورت بنانا چاہیے۔

تلاوت ظاہری خوبصورتی ہے اور تزکیہ باطنی خوبصورتی ہے اس لیے آپ میں جو کوئی جہاں بھی، تھوڑی بڑی، بچوں کو بڑوں کو، بوڑھوں کو تجوید پڑھائے ناظرہ قرآن پڑھائے۔ان سب کو تجوید کے ساتھ ساتھ تزکیہ پر بھی ضرور عمل کرنا چاہیے یعنی قرآن پڑھنے والوں کے اخلاق سنوارنے کی بھی ضرور فکر کرنی چاہیے اور سب سے پہلے خود ان کے لیے رول ماڈل بن کر دکھانا چاہیے۔

❖ **آیت 3**

امیوں کی طرف بھی نبی ﷺ کو بھیجا اور دوسروں کی طرف بھی جیسے ہم جیسے لوگ ہیں جو عرب نہیں ہیں عجم ہیں اور دنیا کے باقی تمام لوگوں کی طرف۔

اور دوسرے جو ان سے ابھی نہیں ملے یعنی نبی ﷺ سے۔

❖ آیت 4

یعنی یہ ایمان، یہ قرآن کی تلاوت، یہ تزکیہ، یہ تعلیم کتاب وسنت یہ سب کیا ہے دراصل؟

اللہ کا فضل ہے جو کسی پر ہو جائے کہ اس کے حاصل کرنے اور اسے آگے پھیلانے کی، تعلیم دینے کی توفیق ہو جائے۔

❖ آیت 5

اور پھر اہل کتاب کی مثال دے کر سمجھایا گیا کہ تم پڑھنے پڑھانے والے لوگوں ان کی طرح نہ ہو جانا۔

یعنی پڑھ تولیا، حفظ تو کرلیا، یاد تو کرلیا لیکن اس پر عمل نہیں کیا۔

تو عمل کے بغیر کتاب پڑھنے والوں کے لیے یہ مثال بیان کی گئی ہے، ان کی مذمت کی گئی ہے اور پچھلی قوموں کی مثال بیان کر کے نصیحت کی گئی ہے۔

کیونکہ ایک روایت میں آتا ہے۔

✧ حسن کہتے ہیں: قرآن کو پڑھنے کا سب سے حقدار وہ ہے جس کے عمل میں یہ قرآن دکھائی دے۔

✧ ابن القیم کہتے ہیں "اہل القرآن وہ لوگ تھے جو اس پر عمل کرنے والے تھے اور جو کچھ اس میں تھا اس پر عمل کرنے والے تھے اگرچہ قرآن ان کو زبانی یاد نہ بھی ہو تو بھی وہ اہل قرآن میں سے تھے لیکن جو شخص اسے زبانی یاد کرلے، نہ سمجھے، نہ عمل کرے، تو وہ اہل القرآن میں سے نہیں، چاہے وہ قرآن کے حروف و تجوید کو ایسے درست کر کے پڑھے جیسے تیروں کو سیدھا کیا جاتا ہے۔

تو حامل قرآن کی عملی زندگی میں تبدیلی آنی چاہیے۔

✧ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں "حامل قرآن کے شایان شان ہے کہ اسے اسکی رات سے پہچان جائے جب لوگ سو رہے ہوں، اس کے دن سے پہچانا جائے جب لوگ کھا پی رہے ہوں، اس کے غم سے پہچانا جائے جب لوگ خوش ہو رہے ہوں، اس کے رونے سے پہچانا جائے جب لوگ ہنس رہے ہوں، اس کی خاموشی سے پہچانا جائے جب لوگ باتوں میں مشغول ہوں، اس کے خشوع سے پہچانا جائے جب لوگ تکبر و فخر کا اظہار کر رہے ہوں۔

چاہیے کہ حامل قرآن رونے والا (آنسو آنے چاہیے) غمگین ہو (فکر آخرت ہو اسکے اندر) بردباد ہو، لوگوں کی باتیں برداشت کرنے والا ہو (یعنی چھوٹی چھوٹی باتوں پر غصے میں آجانا، بھڑک اٹھنا اور دوسرں کو برا بھلا کہنا یہ حامل قرآن کی علامت نہیں ہوتی) اور کم گو ہو (بہت زیادہ باتونی شخص ناپسندیدہ ہے

اور قرآن پڑھنے والے کے اندر یہ ٹھہراؤ لازمی آنا چاہیے) حاملِ قرآن کو چاہیے کہ نہ تو شور شرابا کرنے والا ہو، نہ چیخنے چلانے والا ہو اور نہ تیز طبیعت والا ہو۔ (یعنی قرآن کا اثر اس کی عملی زندگی میں نظر آنا چاہیے)۔

❖ آیت 8

موت تو چل پڑی ہے بس وہ انتظار کر رہی ہے جس دن اس کے قدم پورے ہو جائیں گے وہ آپہنچے گی۔

موت ہر طرف سے انسان کو گھیرے ہوئے ہیں اور انسان مختلف مشکلات سے بچتے بچتے ایک سے نکل کر دوسرے میں پھنس جاتا ہے حتیٰ کے موت کے منہ میں چلا جاتا ہے اور اس سے نہیں نکل سکتا۔

❖ آیت 9 پھر جمعہ سے متعلق آیات ہیں

آپ بھی سوچ رہے ہونگے کہ سورۃ الجمعہ تھی لیکن باتیں ساری تعلیم کی ہو گئیں۔ کیونکہ جمعہ کا دن مومنوں کا سیکھنے کا دن ہو تا ہے، اجتماع کا، اکٹھے ہونے کا اور علم حاصل کرنے کا خطبے کے ذریعے۔ یہ خطبہ عبادت کا حصہ ہے نماز کا حصہ ہے۔

علماء نے کہاہے کہ ذکر الہیٰ میں نماز بھی ہے اور ذکر الہیٰ میں خطبہ بھی ہے۔

✷ جمعہ کا دن افضل ترین دن ہے رسول ﷺ نے فرمایا "اللہ کے نزدیک دنوں میں سے سب سے افضل دن جمعہ کا دن ہے"۔

- بہترین دن جس میں سورج طلوع ہو تا ہے وہ جمعہ کا دن ہے۔
- اس دن میں آدم علیہ السلام پیدا کیے گئے اسی دن میں ان کو جنت میں داخل کیا گیا اسی دن ان کو جنت سے نکالا گیا۔
- یہ مسلمانوں کے لیے عید کا دن بنایا گیا۔
- تمام دنوں کا سر دار ہے اس دن آدم علیہ السلام پیدا ہوئے، اسی دن زمین پر اترے، اسی دن ان کی وفات ہوئی۔
- اس دن میں ایک ایسی گھڑی ہوتی ہے کہ اس میں بندہ جو کچھ اللہ سے مانگتا ہے اللہ اس کو وہی دے دیتا ہے جب تک کہ کسی حرام چیز کا سوال نہ کرے۔
- جمعہ کے دن بھی خوب دعائیں کرنی چاہیے۔
- اس دن قیامت قائم ہو گی ہر مقرب فرشتہ، آسمان، زمین، ہوائیں، پہاڑ سمندر جمعہ کے دن سے ڈرے رہتے ہیں کہ قیامت نہ آجائے۔
- یہ طہارت کا دن ہے، پاک صاف ہونے کا دن ہے۔
- پھر ایسی طرح آخرت میں بھی ایک یوم المزید ہو گا جو جمعہ والوں کے لیے ہو گا۔ جس دن اللہ تعالی اپنا جلوہ فرمائے گا یہاں تک کہ وہ اس کے چہرے کی طرف دیکھیں گے وہ فرمائے گا:

مجھ سے مانگو چنانچہ وہ اس سے مانگیں گے یہاں تک کہ ان کی خواہش ختم ہو جائے گی تو اس وقت اپنے پاس سے ان کے لیے وہ کچھ کھولے گا جسے کسی آنکھ نے نہ دیکھا، کسی کان نے سنا نہیں، کسی دل پر ایسا خیال نہیں گزرا۔ یہ اتنے وقت میں ہو گا جتنا وقت جمعہ کے دن لوگوں کے واپس ہونے میں لگتا ہے وہ جمعہ کے دن جمعہ کی طرف جانے سے بڑھ کر یعنی آخرت میں بھی، جنت میں بھی اور کسی چیز کے محتاج نہیں ہوں گے اور اس میں وہ مزید کرامات حاصل کر لیں گے اور اس میں مزید اللہ تبارک و تعالی کا دیدار حاصل کر لیں گے۔

اس لیے اس دن کو یوم المزید بھی کہا جاتا ہے۔۔۔۔لِّلَّذِينَ أَحۡسَنُواْ ٱلۡحُسۡنَىٰ وَزِيَادَةٞۖ اور یہ وَزِيَادَةٞۖ اللہ کا دیدار ہے تو جمعہ کے دن۔۔۔۔فَٱسۡعَوۡاْ إِلَىٰ ذِكۡرِ ٱللَّهِ۔۔۔۔۔سارے کام پیچھے چھوڑ کے انسان کو خطبہ اور نماز کی طرف دوڑنا چاہیے، جلد مسجد پہنچنا چاہیے کیونکہ اس کا اجر زیادہ ہے۔

✷ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک قیامت کے روز ہفتے کے دنوں کو ان کی مخصوص شکل میں اٹھایا جائے گا، جمعہ کا دن حسین اور چمکتا دمکتا ہو گا۔ اہل جمعہ اس کو ایسے گھیر لیں گے جیسے دلہن کو دلہا کی طرف رخصت کرتے ہوئے گھیر اجاتا ہے۔ جمعہ کا دن اپنے اہل کے لیے یعنی جمعہ کا اہتمام کرنے والوں کے لیے روشنی کرے گا۔ وہ اس کی روشنی میں چل رہے ہونگے۔ ان کے رنگ برف کی طرح سفید ہونگے، ان کی خوشبو کستوری کی طرح مہک رہی ہو گی، وہ کافور کے پہاڑوں میں

گھسے ہوئے ہونگے، جن وانس انہیں دیکھ رہے ہونگے، وہ تعجب کی وجہ سے نگاہ نیچی نہیں کریں گے حتی کہ جنت میں داخل ہو جائیں اور ثواب کی امید سے اذان دینے والوں کے علاوہ کوئی بھی انکے مقام و مرتبے کو نہیں پہنچ سکے گا۔

توجمعہ کے دن کا خاص اہتمام کرنا چاہیے۔وہ دن ہمارے عام دنوں کی طرح نہیں ہونا چاہیے۔

❖ آیت10

تونیک عمل کا ذکر کر کے اللہ سے مدد مانگنی چاہیے۔

✧ ایک صحابی کے بارے میں آتا ہے عراق بن مالک رضی اللہ کہ جب وہ جمعہ کی نماز پڑھ لیتے تو چلے جاتے اور مسجد کے دروازہ پر کھڑے ہو کر کہتے: یا اللہ! میں نے تیری پکار کو قبول کر لیا، میں نے تیرا فرض ادا کر دیا۔اب میں نکل کر زمین میں چلنے پھرنے کے لیے جارہا ہوں جیسے تو نے مجھے حکم دیا، تو مجھے اپنے فضل اور مہربانی سے رزق عطا فرما اور توسب سے بہتر رزق دینے والا ہے۔تو اسی لیے مسجد سے نکلتے وقت اللہ کے فضل کا سوال کیا جاتا ہے۔ **مسجد سے نکلنے کی دعا کیا ہے؟**

اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَسۡئَلُکَ مِنۡ فَضۡلِکَ.....اے اللہ! میں تجھ سے تیرے فضل کا سوال کرتا ہوں۔

❖ آیت11

اس آیت کے شان نزول کے بارے میں آتا ہے کہ نبی ﷺ جمعہ کے دن خطبہ دے رہے تھے تو ایک تجارتی قافلہ مدینہ میں آگیا۔صحابہ اس کی طرف لپک پڑے اور مسجد میں آپ کے پاس صرف بارہ آدمی رہ گئے تو یہ صورتحال دیکھ کر آپ ﷺ نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اگر تم سارے چلے جاتے اور کوئی بھی نہ بچتا تو اس وادی میں آگ بہہ پڑتی جو تمہیں بہا کر لے جاتی اور پھر یہ آیت نازل ہوئی۔

کہتے ہیں کہ بارہ آدمیوں میں (جو باقی رہ گئے تھے وہ) ابو بکر، عمر رضی اللہ عنہم اور دیگر کچھ صحابہ تھے۔اصل میں جو چلے گئے تھے وہ اس لیے گئے تھے کہ مدینہ میں قحط تھا اور جب باہر سے غلہ آتا تھا تو لوگوں کو جلدی ہوتی تھی کہ خرید لیں۔کہیں ایسا نہ ہو کہ غلہ ختم ہو جائے تو وہاں کوئی نزدیک تو مارکیٹ نہیں تھی کہ دوبارہ وہاں سے لیکر آئیں تو اپنے طور پر انہوں نے ایک شدید ضرورت کے تحت ایسا کیا تھا لیکن کچھ مقامات ایسے ہوتے ہیں کہ جہاں اپنی شدید ضرورتوں کو بھی پیچھے کیا جاتا ہے اور وہ خطبہ چھوڑ کر اٹھ گئے تھے یعنی نماز نہیں چھوڑی تھی انہوں نے خطبہ چھوڑا تھا تو جمعہ کا خطبہ بھی بہت important ہوتا ہے، اس وقت کوئی بات نہیں کرنی چاہیے۔

اپنے پورے کان خطبے کی طرف لگا دینے چاہیے حتی کہ کسی کو یہ بھی نہیں کہنا چاہیے کہ چپ ہو جاؤ.... یہ بھی لغوبات ہے۔

تو اس سے پھر یہ کہ اجر و ثواب ضائع ہو جاتا ہے تو مسجد میں یا تو بچوں کو لیکر نہ جائیں اور اگر بچوں کو لیکر جائیں تو پھر ان کو پہلے سے سمجھا کر جائیں، قریب بٹھائیں ورنہ ایسا نہ ہو کہ کیے کرائے پر پانی پھر جائے۔

سورۃ المنافقون

❖ آیت1

کیونکہ ان کے دلوں میں یہ بات نہیں تھی، صرف زبانوں پر تھی اور دل کا حال رسول ﷺ نہیں جانتے تھے لیکن اللہ سبحانہ وتعالی جانتے تھے تو اللہ نے ان کے

جھوٹا ہونے کی گواہی دی۔

تو منافق کی صفات میں کیا کیا چیزیں شامل ہیں؟ بات کرے تو جھوٹ بولے، وعدہ کرے تو خلاف کرے، امانت رکھی جائے تو خیانت کرے۔ تو اچھا اخلاق اور دین کی سمجھ بوجھ یکساں نہیں ہوتی۔

صحابہ نفاق سے بہت ڈرتے تھے۔

✧ ابن ابی مُلیکہ کہتے ہیں کہ میں نبی ﷺ کے 30 صحابہ سے ملا ان میں سے ہر ایک کو اپنے اوپر نفاق کا ڈر ہوتا تھا اور ان میں سے کوئی یہ نہیں کہتا تھا کہ میرا ایمان جبریل اور میکائیل کی طرح ہے۔

آج ہمارا حال کیا ہے؟

ہم دوسروں کو بڑی آسانی سے منافق کہتے ہیں لیکن اپنے نفاق کو نہیں جانتے۔

✧ حسن کہتے ہیں کہ "مومن ہی نفاق سے ڈرتا ہے اور منافق اس سے بے خوف ہوتا ہے"۔

❖ آیت 4

Physically بڑے فٹ ہیں، خوبصورت ہینڈ سم ہیں اتنے اچھے اسپیکر ہیں۔

گویا دیواروں کے ساتھ لگائی ہوئی لکڑیاں ہیں جو دیکھنے میں ہی خوبصورت لگتے ہیں اس سے فائدہ کچھ حاصل نہیں ہوتا۔

بزدل ایسے کہ ہر آواز کو سمجھتے ہیں کہ بلا آئی۔

تو یہاں پر منافق کے بولنے کے انداز پر بھی بات کی گئی، اس کی گفتگو پر بھی۔

✷ ایک اور حدیث میں آتا ہے کہ: مجھے اپنی امت پر سب سے زیادہ ڈر اس منافق کا ہے جو زبان دراز ہوتا ہے۔

✧ عمر بن ابی خطاب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ: بے شک میں اس امت کے ہر ایسے انسان سے ڈرتا ہوں جو منافق ہے، وہ حکمت کی باتیں کرتا ہے اور اس کا عمل ظلم والا ہوتا ہے۔

عملی طور پر وہ دوسروں پر ظلم ڈھارہا ہوتا ہے دوسروں کو ان کا حق نہیں دیتا ہے اور ویسے وہ بڑ قفقی سمجھداری کی باتیں کرتا ہے۔

❖ آیت 5

یعنی دین کی بات، رسول ﷺ کی بات سننا ہی نہیں چاہتے۔

❖ آیت 9

کیونکہ مال اور اولاد ہی تھے جس نے اس کے اندر نفاق پیدا کر دیا تھا، ان دونوں کی حد سے بڑھی ہوئی محبت انسان کو دین کے تقاضے پورا کرنے سے روک دیتی ہے۔

اور یہاں بھی منافقت کا علاج ذکر بتایا گیا ہے۔ کہ ذکر سے دل زندہ ہوتا ہے پھر دل بھی نرم ہوتا ہے پھر ہدایت کی بات انسان پر اثر کرتی ہے۔

❖ آیت10

توصدقہ کرنے والانیک لوگوں میں شمار ہوتا ہے اللہ کے یہاں، اور انسان کل پر نہ رکھے کہ اچھا کل کرلونگا۔ جو کرنا ہے انسان آج کرلے۔

رمضان کے دن بھی ایک ایک کرکے گزرتے جارہے ہیں اور اللہ کے راستے میں اللہ کے دین کی مدد میں، اللہ کے دین کے کام کرنے والوں کی زندگیوں کو آسان کرنے کے لیے، اللہ کے دین کو سپورٹ کرنے کے لیے انسان کو اللہ کی خاطر خرچ کرنا چاہیے۔

تواس سے کیاپتہ چلتاہے کہ موت کے وقت انسان کو اگر کسی نیک کام کی حسرت ہوگی تووہ کیاہوگی؟

کہ صدقہ کرلوں!!صدقہ کرلیتا!!صدقہ کیوں نہ کیا۔۔اور آج ہم اسی مال کو بچابچا کر اپنے پیچھے والوں کے لیے چھوڑناچاہتے ہیں، اپنے لیے آگے نہیں بھیجتے۔

سورة التغابن

❖ آیت1

کیاہم نہ کریں؟سبحان الله وبحمده سبحان الله العظيم

❖ آیت3

انسان کی شکل وصورت اور حسن ساری مخلوقات کے مقابلے میں نمایاں ہے کہ سیدھا کھڑا ہوتا ہے، پاؤں پر چلتا ہے، اچھاڈریس پہنتا ہے، skin اسکی خوبصورت ہے۔ توانسان جو ہے دو بہترین صفات سے مُتَّصِف ہے، ایک حسن اور ایک بیان، بولنا بھی جانتا ہے۔

❖ **آیت4** آسمانوں کی باتیں بھی جانتاہے اور دل کے اندر چھپی بات بھی جانتا ہے، یہ ہے اس کا کامل علم۔

❖ **آیت6** انسان مرد ہماری رہنمائی کریں گے۔

❖ **آیت7** اس لیے اٹھایاجائے گا کہ تمہیں بتایاجائے کہ تم دنیامیں کرکے کیاآئے ہو؟

❖ **آیت9** تو مومن اور کافر کے غبن کا دن ہے، خسارے کا دن ہے۔

کافر کا خسارہ ایمان چھوڑنے کی وجہ سے ہوگا اور مومن کا خسارہ احسان میں کوتاہی کرنے کی وجہ سے ہوگا۔ ہر شخص کسی نہ کسی طرح پچھتائے گا کہ میں کچھ اور کرکے آتا۔

اللہ ہمیں یہی کرنے کی توفیق دے دے۔

قیامت کے دن انسان اپنے اعمال کو حقیر جانے گا۔

✷ نبی ﷺ نے فرمایا کہ "کوئی شخص پیدا ہونے سے لیکر بوڑھا ہو کر مرنے تک اللہ کی اطاعت میں سربسجود رہے تو بھی اس دن اس کام کو حقیر سمجھے گا، اور خواہش کرے گا کہ اسے دنیامیں لوٹا دیاجائے تاکہ وہ اور زیادہ اجروثواب حاصل کرسکے۔

آج ہمارے پاس وقت ہے، زندگی ہے، موقع ہے، تو آج ہمیں فائدہ اٹھالیناچاہیے۔ اللہ ہمیں توفیق دے۔

قیامت کے دن ہر اُس جگہ کی حسرت ہو گی جہاں اللہ کا ذکر نہ کیا ہو گا۔۔۔! جس مجلس میں انسان بیٹھے اور اللہ کو یاد کیے بغیر اٹھ جائیں، جس سواری پر بیٹھے اور اللہ کو یاد نہ کرے تو وہ سب جگہیں قیامت کے دن خالی نظر آئیں گی اور حسرت بھری۔

✷ نبی ﷺ نے فرمایا: جو لوگ کسی جگہ پر مجلس کریں اور اس میں اللہ کا ذکر نہ کریں وہ انکے لیے قیامت کے دن حسرت کو باعث ہو گی اور جو آدمی کسی راستے پر چلتے ہوئے اللہ کا ذکر نہ کرے وہ چلنا بھی قیامت کے دن اس کے لیے باعث حسرت ہو گا اور جو آدمی اپنے بستر پر آئے اور اس میں اللہ کا ذکر نہ کرے وہ بھی اس کے لیے باعث حسرت ہو گا۔

قرآن میں آتا ہے يَوۡمَ يَنظُرُ ٱلۡمَرۡءُ مَا قَدَّمَتۡ جس دن آدمی دیکھ لے گا جو اس کے دونوں ہاتھوں نے آگے بھیجا اور کافر کہے گا کاش میں مٹی ہوتا۔ کیونکہ برا انجام سامنے آگیا۔

❖ آیت 11

یعنی اس تقدیر کو قبول کرلے تو اللہ تعالیٰ اس کو اطمینان بخش دیتا ہے۔

یعنی انسان یہ یقین رکھے کہ اس کے اوپر جو بھی مصائب آئے ہیں وہ قضاوقدر کے مطابق ہی لاحق ہوئے ہیں۔

تکلیف کے وقت اللہ کی رضا پر راضی رہنا بڑا مشکل کام ہوتا ہے لیکن جو اللہ پر اعتماد کرتا ہے وہ یہ درجہ حاصل کرلیتا ہے تو مصیبتوں پر ملنے والے ثواب پر انسان نظر رکھے تو مصیبت ہلکی ہو جاتی ہے۔

❖ آیت 14

یعنی تمہاری آخرت برباد کرنے والے ہیں، تمہارا بڑا نقصان کرنے والے ہیں یعنی یہ رشتے قریبی رشتے ہیں، پیارے رشتے ہیں لیکن تمہیں پتہ چل جائے کہ یہ تمہارے ساتھ زیادتی کر رہے ہیں، دشمنی کر رہے ہیں دھوکہ دے رہے ہیں، تمہیں کیا کرنا چاہیے؟

معاف کر دو، درگزر کر دو۔ انہیں بخش دو تو اللہ بخشنے اور رحم فرمانے والا ہے کیونکہ ان رشتوں کے ساتھ معاف کر کے ہی گزارہ ہو سکتا ہے ورنہ گھر نہیں بنتے۔ تو بنیادی طور پر یہ اللہ کی اطاعت میں رکاوٹ بننے والے دشمن ہیں۔

❖ آیت 16

ہر روز یہ سبق دیا جاتا ہے کہ اللہ کے راستے میں مال خرچ کرو۔

دو دفعہ اس بارے میں آگیا۔۔۔ دل کی شح۔۔۔ دل کی تنگی کے بارے میں۔

اور صدقہ خیرات جو ہے وہ دلوں کو وسیع کرتا ہے، تنگی دور کرتا ہے، دلوں کی گھبراہٹ کو دور کرتا ہے۔ اگر آپ کے دل میں کسی بھی قسم کی تنگی ہے تو روز صدقہ کرنا شروع کریں تو آپ دیکھیں گے کہ آپ کی وہ تکلیف دور ہو جائے گی، گھبراہٹ دور ہو جائے گی، اطمینان قلب نصیب ہو گا۔۔۔ ان شاء اللہ۔

❖ آیت 17

یعنی اللہ کے دین کے راستے میں خرچ کرنا۔ گناہوں کی بخشش کا وعدہ ہے۔

سورۃ الطلاق

❖ آیت 1

زمانہ عدت میں انہیں انکے گھروں سے نہ نکالو۔

نہ وہ خود نکلیں،عدت میں عورت کو گھر سے نہیں نکلنا چاہیے الا یہ کے وہ کسی صریح برائی کی مرتکب ہوں تو اس وقت مرد بیوی کو نکال سکتا ہے۔

یعنی ایک طلاق دی،بیوی کو گھر میں ہی رکھا،ہو سکتا ہے دوبارہ دل مائل ہو جائے اور تم رجوع کر لو۔

❖ آیت 2

وَمَن يَتَّقِ ٱللَّهَ يَجۡعَل لَّهُۥ مَخۡرَجٗا

- مشکلات سے نکلنے کا راستہ تقویٰ ہے،اللہ کا ڈر،اللہ کے ڈر سے انسان اپنے آپ کا جائزہ لے،اپنی غلطیوں کی معافی مانگے،اللہ سے بھی،بندوں سے بھی اور اپنے تعلقات درست کر لے۔
- اور ایک معنی یہ بھی کیا گیا ہے کہ اللہ اس کی لیے آگ سے نکل کر جنت کی طرف جانے کا راستہ بنا دے گا اور ہر اس جگہ سے راستہ بنا دے گا جو لوگوں پر تنگ ہو جاتا ہے۔یعنی لوگ جہاں تنگی میں پھنستے ہیں اللہ ان کے لیے وہ رستے تقوی کی وجہ سے کھول دے گا۔
- اور ایک معنی یہ بھی کیا گیا ہے کہ اللہ اس کو دنیا اور آخرت میں ہر تکلیف سے نجات دے گا۔
- اور ایک یہ بھی کیا گیا ہے کہ اللہ نے اس کو جو بھی رزق دیا ہے تو اس کو اس پر مطمئن کر دے گا دل میں تنگی نہیں رہے گی۔

❖ آیت 3

جلد بازی نہیں کرنی چاہیے کہ بہت دعائیں کی ہیں۔۔۔مسئلہ حل نہیں ہو رہا۔نہیں!ہر چیز کا ایک وقت مقرر ہے۔جو شخص اس بات کو سمجھ جائے اس کی مشکلیں آسان ہو جاتی ہیں۔

❖ آیت 4

حیض سے مایوس ہو چکی ہوں۔۔۔menopause ہو چکا ہو۔

یعنی طلاق کے بعد۔یعنی چھوٹی بچیاں

یہ تقویٰ کے فائدے ہیں خوبصورت آیتیں ہیں جو یہاں بار بار بیان ہو رہی ہیں کہ تقویٰ کرنے سے کیا کچھ حاصل ہوتا ہے،اجر عظیم ملتا ہے۔

جیسی جگہ تمہیں میسر ہے ویسے ہی وہاں رکھو چاہے مہینوں خرچ کرنا ہو۔دودھ پلانے کے لیے انھیں کھانے پینے کا سامان دو۔

❖ آیت 7

یہ بڑا خوبصورت جملہ ہے جہاں بھی آپ تنگ ہوں یہ یاد رکھیں سَيَجۡعَلُ ٱللَّهُ بَعۡدَ عُسۡرٖ يُسۡرٗا

ضرورت کس چیز کی ہے؟ کہ اپنی ذمہ داریاں پوری کرتے رہو۔ اللہ نے جو حکم دیا ہے، خرچ کرنے کا بیوی پر وہ دیتے رہو۔ جس کا جو حق بنتا ہے وہ حق ادا کرو اللہ تمہارے لیے آسانی پیدا کر دے گا۔

بہت دفعہ ہمارے کام کیوں رک جاتے ہیں؟ کیونکہ ہم دوسروں کا حق روک لیتے ہیں اور بعض اوقات کوئی عذر بہانہ کر لیتے ہیں۔

کوئی بات کرتے ہیں کہ اس نے چونکہ یہ کیا اس لیے میں اس کا حق نہیں دوں گی، اس کا عمل اس کے ساتھ، ہمیں وہ کرنا چاہیے جو ہماری ذمہ داری بنتی ہے۔

❖ آیت 12

کوئی چیز اللہ کے علم سے باہر نہیں۔

سورۃ التحریم

❖ آیت 1

یہاں ایک خاص واقعہ کی طرف اشارہ ہے جس میں آپ ﷺ نے کچھ ازواج مطہرات کی شکایت پر اپنے اوپر شہد کو حرام قرار دیا تھا۔ اگر آپ اپنے اوپر حرام قرار دیتے تو امت پہ بھی اتنی قیمتی چیز حرام ہو جاتی تو اس لیے اللہ سبحانہ تعالیٰ نے interference کی اور اس کی حرمت کو ختم کر دیا۔

❖ آیت 2

یعنی اگر کسی نے ایسی کوئی قسم کھائی ہو کہ میں یہ نہیں کھاؤں گا، یہ نہیں کروں گا تو پھر اس کا کفارہ ادا کر کے وہ کام کر لے۔

❖ آیت 3

یہ ہوتا ہے اخلاق۔

ضروری نہیں ہوتا کہ ہر چیز کو detail سے بتایا جائے بس تھوڑا سا ہاں ہوں کر دی جائے اور بات ختم! کیونکہ اس طرح کی باتوں کا نتیجہ کوئی نہیں نکلتا اور تعلقات زیادہ خراب ہوتے چلے جاتے ہیں۔

یہ عموماً ہم کہتے ہیں نا اگر کوئی ہمیں آ کے کہے کہ فلاں یہ کہہ رہا تھا تو ہم کہتے ہیں تمہیں کس نے بتایا۔

مجھے اس نے خبر دی جو ہر بات کو جانتا ہے یعنی وحی کے ذریعے۔

تو اس آیت سے بڑی خوبصورت بات پتہ چل رہی ہے کہ بہت سی چیزوں کو جو دوسروں کے قصور ہیں۔ دوسروں کی بڑی بڑی غلطیاں کر دیں، ان کو نظر انداز کر دیں، انہیں ignore کر دیں۔۔۔just ignore کیونکہ بدلہ لینے میں اور ضد لگانے میں کوئی بھلائی نہیں ہوتی۔

سفیان کہتے ہیں: نظر انداز کرنا ہمیشہ معزز لوگوں کا کام رہا ہے۔

✧ حسن بصری کہتے ہیں: معزز انسان کبھی بھی ایک بات کو انتہا تک نہیں لے جاتا (یعنی بات بڑھاتا نہیں) بلکہ ان کو ختم کرنے کی کوشش کرتا ہے (یعنی جو بات مقصد سے زائد ہوتی ہے وہاں ناراض ہونے اور طعنے دینے کی بجائے صرف تنبیہ کر دیتا ہے کہ آئندہ ایسا نہ ہے بس یہیں بات ختم)۔

کیونکہ بے شمار وقت ضائع ہو جاتا ہے ایسے جھگڑوں کو نمٹانے اور سننے میں اور کرنے میں اور اسی طرح اس زوجہ محترمہ سے غلطی ہوئی تھی لیکن آپ نے ڈانٹا نہیں صرف سمجھانے کا طریقہ اختیار کیا۔

ہم چھوٹی چھوٹی باتوں پر بچوں پر چلانے لگتے ہیں، شوہروں پر چلانے لگتے ہیں تو یہ طریقہ ٹھیک نہیں۔

نبوی اخلاق اپنانے کی ضرورت ہے ان حکمتوں سے سیکھنے کی کہ آپ کامیاب ترین انسان کیوں تھے ؟ کیونکہ آپ نے بہت سے معاملات میں در گزر کیا۔ یہ تو آپ اپنی اہلیہ محترمہ تھیں آپ نے تو اپنی جان کے دشمنوں کو یہ کہہ کر معاف کر دیا کہ

اذهبو انتم متلقا لا تثريب عليكم اليوم۔۔ آج کے بعد کوئی تم سے کچھ نہیں پوچھے گا، معاف کر دیا تم کو۔ تم پر کوئی بھی الزام نہیں ہے، الزام ہی ختم کر دیا۔ حالانکہ ساری زندگی وہ آپ کے مخالف رہے، جس انسان کے اندر یہ عادت ہوتی ہے کہ وہ چھوٹی چھوٹی چیزوں کے پیچھے نہیں پڑتا وہ اپنا بہت سا وقت بچا کر اپنے مقصد پر focus کر لیتا ہے اور اسی زندگی میں بہت کچھ کر جاتا ہے جس میں بہت سے لوگ کچھ achieve نہیں کر پاتے زندگیاں ضائع کر دیتے ہیں فضول کی چیزوں کے پیچھے پڑ کر۔ اور خصوصاً جس چیز کو بندے نے آزما لیا اور پھر repeatedly پتہ ہو کہ یہی نتیجہ نکلنا ہے تو اس پر تو انسان بحث ہی نہ کرے۔

❖ آیت 6

استغفر للہ۔۔۔

انسانوں سے آگ بھڑکائی جائے گی جہنم کی شدت بتائی جا رہی ہے۔

کس کو خطاب ہے ؟ ایمان والوں کو۔ کیا کہا جا رہا ہے۔۔ آگ سے بچو ہم تو ایمان لے آئے پھر بھی آگ!!! ہاں غلط کاموں سے بچو۔ جو آگ کی طرف لے جانے والے ہیں صرف خود نہیں بچو، بچوں کو بھی بچاؤ، بچوں کی تربیت کی فکر کرو، ان کے ایمان کی فکر کرو۔

❖ آیت 7

ہر شخص اس دن کوئی نہ کوئی بہانہ یا عذر پیش کر رہا ہو گا کہ مجھے معاف کر دیا جائے۔

اس لیے لازماً ہمیں پتہ ہونا چاہیے کہ کون سے عمل ایسے ہیں جو خسارے کا باعث ہیں ؟

تاکہ اس سے دنیا میں ہی بچ جائیں بجائے اس کے کہ کل regret کریں کہ ہم یہ نہ کرتے۔

❖ آیت 8

تو یہاں توبہ کا فائدہ بتایا ہے سچی توبہ میں چار چیزیں جمع ہوتی ہیں۔

- زبان سے استغفار کرنا،
- جسم کے ساتھ گناہ سے کنارہ کش ہونا،
- دوبارہ گناہ نہ کرنے کا عزم کرنا،
- اور برے لوگوں سے قطع تعلق کر لینا (یعنی ایسے لوگ جو بار بار گناہ کا سبب بنتے ہیں اس مجلس کو چھیڑ دینا)

یعنی سچی اور اخلاص کے ساتھ توبہ کرنا ندامت کے ساتھ استغفار کرنا

اور یہ نور کہاں ہو گا، پل صراط پر۔ نور کے ساتھ گزریں گے جس کی تفصیل کل بتائی گئی تھی۔

✶ رسول ﷺ نے فرمایا: پل صراط قائم کر دیا جائے گا اور مسلمان اس پر بہترین گھوڑوں اور عمدہ شہ سواروں کی طرح گزر جائیں اور کہتے جائیں گے سَلِّمْ سَلِّمْ۔ یا اللہ سلامتی سے گزار دے، سلامتی سے گزار دے۔

تو کون سے اعمال ہیں؟ جو نور بخشتے ہیں۔

- وضو کے اعضاء جو ہیں وہ چمک رہے ہوں گے قیامت کے دن، آپ کے اپنے اندر سے جو نور نکلے گا۔
- مسجد کی طرف پیدل جانا
- جمرات کو کنکریاں مارنے والے کے لیے نور کی بشارت ہے
- حج وعمرہ پر سر منڈوانے والے کے لیے
- سورۃ الکھف کی تلاوت کرنے والے کے لیے
- صدقے کو تو نور ہی کہا گیا۔ وَصَدَقَۃٌ نُورٌ۔
- اللہ کے راستے میں بوڑھا ہونا

✶ رسول ﷺ نے فرمایا: جو شخص اللہ کے راستے میں بوڑھا ہو جائے یعنی ساری زندگی وہ اللہ کے دین کا کام کرتا رہے تو وہ بڑھاپا قیامت کے دن اس کے لیے باعث نور ہو گا۔

❖ آیت 9

جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ منافقین سے کبھی قتال نہیں ہوا تو جہاد سخت کوشش کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے، صرف جنگ کے لیے نہیں۔

❖ آیت 11

آپ سب بھی اپنے لیے مانگیں

رَبِّ ٱبۡنِ لِي عِندَكَ بَيۡتٗا فِي ٱلۡجَنَّةِ جنہیں دنیا میں اللہ کے قرب کا شوق ہوتا ہے وہ مرنے کے بعد بھی قرب کی تمنا رکھتے ہیں۔

تو تکلیف سے نکلنے کے لئے کس کو پکارنا چاہیے؟ اللہ کو پکارنا چاہیے۔ انہوں نے اللہ کی بارگاہ میں التجا کی، اللہ سے نجات کا سوال کیا یعنی اللہ سے مانگا کہ نجات دے۔ اور سارے نیک لوگوں کا یہی طریقہ رہا ہے۔

✧ ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ فرعون نے اپنی بیوی کے دونوں ہاتھوں اور دونوں پاؤں کے لیے چار میخیں گاڑیں جب فرعونی انہیں چھوڑ کر ہٹتے تھے تو فرشتے ان پر سایہ کر لیتے تھے تو اس وقت انہوں نے یہ دعا کی تھی کہ رَبِّ ٱبۡنِ لِي عِندَكَ بَيۡتٗا فِي ٱلۡجَنَّةِ وَنَجِّنِي مِن فِرۡعَوۡنَ وَعَمَلِهِۦ وَنَجِّنِي مِنَ ٱلۡقَوۡمِ ٱلظَّٰلِمِينَ آخر تک پس اللہ تعالیٰ نے جنت میں ان کے گھر سے پردہ ہٹا کر ان کا دکھادیا۔

یہ کرامات ہوتی ہیں نیک لوگوں کی۔

❖ آیت 12

وَكَانَتۡ مِنَ ٱلۡقَٰنِتِينَ۔۔۔ قنوت کہتے ہیں دوام اطاعت کو یعنی کوئی کام شروع کرنا تو consistency کے ساتھ اس کو کرتے چلے جانا

اللہ ہمیں بھی توفیق عطا فرمائے۔

واخر دعونا ان الحمد للہ رب العلمین۔

اے ایمان والوں بچاؤ اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو آگ سے۔ کیسے بچائیں گے ہم؟

اللہ کی کتاب سے جڑ کے، اللہ کی کتاب کی تعلیم حاصل کر کے، ہم سب کے دل بھر رہے ہیں اس شوق سے کہ کس طرح اس پروگرام کی تکمیل کے بعد بھی ہم جڑے رہ سکیں ایسی محفلوں سے، ایسے کورسز سے، جہاں پر ہم اور ہماری فیملی زیادہ سے زیادہ اللہ کے کلام اور نبی ﷺ کی تعلیمات سے استفادہ حاصل کر سکے، اپنا تزکیہ کر سکیں۔

- یہاں جتنے کورسز اناؤنس ہوئے ہیں وہ شاید آپ کو یاد نہ رہیں تو ای میل پر sign up کر لیجیے۔ physical sheet یا ویب سائٹ پر کیا جا سکتا ہے۔

آخری عشرے میں ہم سب کی کوشش ہوتی ہے کہ اپنے دل کو حاضر کر کے دعا کریں تو قبر کا معاملہ ایسا ہے کہ جوں ہی ہم اس کے بارے میں پڑھتے ہیں ہمارا دل کانپتا ہے اور واقعتا دل کی گہرائی سے دعا نکلتی ہے۔

- اس کے بعد عید کے بعد سب کو فکر ہوتی ہے کہ شیطان آزاد ہو گیا ہے میں کیسے بچوں؟ تو شیطان کی چالیں اور ہم۔ مکائد الشیطان یہ ایک باقاعدہ کورس ہے تو میں سب سے کہہ رہی ہوں کہ پلیز اس کو ویب سائٹ پر رجسٹر کر لیجیے۔ کیوں میں رجسٹریشن کے لیے کہہ رہی ہوں؟ کہ کتابوں اور جگہ کا انتظام کیا جا سکے۔
- یہ دونوں کورسز on campus courses ہیں online courses کے لیے ویب سائٹ چیک کی جا سکتی ہے۔
- جون کے بعد سمر آئے گا تو اس میں سب کو فکر ہو گی کہ اس میں کیا کریں تو یہ جو بات ہوئی کہ خود کو اور اپنے گھر والوں کو آگ سے بچاؤ۔

so I have a long list of courses for summer.

- اس کی تفصیلات ویب سائٹ پر مل جائیں گی۔ بوائز کے کورسز کے لیے کورس آنے والا ہے۔

Young لڑکیوں کے لیے Fiqh of Happiness بہت زیادہ یہ سنا جا رہا ہے کہ ہماری young بچیاں ڈپریشن کا شکار ہو رہی ہیں۔ ان کے لیے اس سوسائٹی میں رہ کر دین پر عمل کرنے میں مشکل محسوس کرتی ہیں۔ یہ سارا دن بیٹھ کر پڑھنے کا کورس نہیں ہے بلکہ اس میں فٹنس کلاس بھی ہے۔ اس میں آرٹ بھی ہے۔ it's a very enriching course فلائرز اور تفصیلات ویب سائٹ پر موجود ہے۔

- بچے سب پڑھنے چلے گئے تو مائیں کیا کریں گی تو ان کے لیے بھی حیاۃ السعیدۃ سے ہم پڑھیں گے۔
- اس کے بعد ویک اینڈز پر بہنوں کے لیے سمر ویک اینڈ تجوید پروگرام کیا جائے گا۔ اور ساتھ ہی کتاب قرآن اور احسان کورس کیا جائے گا۔

- جو دور کے ایریاز سے آرہے ہیں تو ان کے لیے سہولت موجود ہے کہ distance learning کے ذریعے الھدی کے گریجویٹ مختلف جگہ پر کورسز کر رہے ہیں۔
- اس کے علاوہ جو بہت دور سے آتے ہیں اور ان کے ایریز میں کلاسز نہیں ہو رہی ہیں ان کے لیے alhuda e campus یہ self-based learning ہے۔ اس میں رجسٹر کریں اور اپنی سہولت کے ساتھ کورسز کرتے رہیں، ایمان بڑھاتے رہیں اور ان شاء اللہ اس سفر میں ہمارے ساتھ جڑے رہیں۔

پارہ 28 کے اہم نکات

1. احسان فراموش ہونا بہت بڑی ناشکری اور ناقدری ہے۔
2. مومن نفاق سے ڈرتا ہے کہ کہیں میرے اندر کوئی منافقت تو نہیں لیکن، منافق اس سے بے خوف ہوتا ہے، اس کو اس کی کوئی فکر نہیں ہوتی، وہ اپنے بارے میں نہیں دوسروں کے بارے میں سوچتا ہے کہ ان کے اندر منافقت ہے۔
3. دل کی تنگی اور دل کا شح تسبیح کی کثرت سے درست ہوتا ہے۔
4. جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی مخالفت کرتے ہیں ان سے دوستی نہ کی جائے۔
5. درجوں کی بلندی کے لیے ایمان اور علم شرط ہے۔
6. موت کے وقت سب سے بڑی حسرت انسان کو یہ ہو گی کہ کاش صدقہ کرنے کا موقع مل جاتا۔
7. منافقت کا علاج ذکر ہے کیونکہ منافق اللہ کا ذکر بہت کم کرتے ہیں۔
8. تسبیح تمام مخلوق کے رزق کی کنجی ہے۔
9. اللہ نے اپنے علم کے ساتھ بندوں کو گھیرا ہوا ہے۔

اکیڈمک ڈپارٹمنٹ
(کراچی ریجن)